

کتاب
میت کا کہانا
جانزبے

مصنف:- مناظر اسلام، ملک التحریر، رئیس الفقہاء، حضرت

علامہ مفتی فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

قطب مدینہ پبشرز

بالقمام

کراچی۔ 0320-4027536

DATA PRINTERS PH:2626300

کیا میت کا کھانا جائز ہے

راہل میت کے طعام کا حکم

مصنف، ملک التحریر مناظر اسلام

حضرت علامہ

محمد رفیع احمد سی

بھار اور کراچی فون ۱۱۶۰۱۱-۲۲۱

باہتمام

قطبِ مدینہ پبلشرز

کھار اور کراچی فون ۱۱۶۰۱۱-۲۲۱

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مُحَمَّدٌ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلٰی سَیْرَتِهِمُ الْکَرِیْمِ
 اما بعد مرنے کے بعد انسان (عام آدمی) ایسے ہوتا ہے جیسے کسی کو اندھے کو سنیں
 میں بند کر دیا جائے اور وہ پانی میں غرق ہو کر فریادیں ہوتی ہے کہ اے بندگانِ خدا میری مدد کرو
 اس کی مدد اس کے لئے دعا و استغفار اور صدقہ و خیرات اور طعام و کلام سے ہوتی ہے
 (مشکوٰۃ شریف) طعماً اموات کو ایسے طریقے کا نام بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز اقدس سے اور بعد
 اعمال شریعت میں ایصالِ ثواب کہا جاتا ہے اسکا اسلامی ذوقوں میں دو سببوں میں معتزلہ فرقہ کو
 تھا اور اب باہنی دیوبندی ان کے مذہب کو تحریکِ بائیت سے متاثر ہو کر زندہ کرنے کی کوشش کر رہے
 ہیں یہ لوگ باہنی طور کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب جائز ہے لیکن اس کے جملہ طریقوں کو بد کہہ کر ٹھکرانے
 ہیں بغیرنے ایصالِ ثواب کے تمام طریقوں کے متعلق علمہ علمہ کتابیں اور رسالے لکھے ہیں اس کتاب میں
 فقیر اس مسئلہ کا اثبات کرے گا کہ میت کے مرنے سے لیکر چالیس روز تک مسلسل طعام پکا کر کھلانا
 ثوابِ میت کے لئے موجب نجات بلکہ قبر میں اس طعام کی برکت سے قبر کی زندگی میں آرام نصیب ہوتا ہے
 یہ بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا احسانِ عظیم ہے کہ اپنی امت کی بھلائی کے لئے طریقہ بتایا کہ اگر کسی بد قسمت نے
 دنیوی زندگی میں نیک عمل نہ کئے بلکہ برا کور میں مبتلا رہا تو پھر وہ قبر میں ذلت و خواری سے دوچار نہ
 ہو اس کے لئے ثواب کھانا جاتا ہے تو وہ قبر کے دکھوں سے بچ سکتا ہے لیکن باہنی دیوبندی اولادِ آدم کے دشمن
 رکھتے ہیں کہ ہر طرح سے ایصالِ ثواب کے طریقوں کو بدعت کہہ کر خود بھی محروم ہیں دوسروں کو بھی
 محروم کرتے ہیں۔

عذر لنگ | اس رسالہ کا موضوع ہے دوسرے کلمے طعام پکا کر کھلانا، لیکن اس میں

عوام میں چند خرابیاں ہوتی ہیں انہیں خرابیوں کے پیش نظر فقہا کرام نے بعض صورتوں میں
 کراہت کا فتویٰ لکھا تو مخالفین وہی فتویٰ پیش کر دیتے ہیں بلکہ بعض ایسے بیباک ہیں کہ
 میت کے طعامِ حرام کہہ دیتے ہیں اور ساتھ یہ بھی بتاتے ہیں کہ میت کا طعام دل کو مردہ کرتا ہے
 لیکن جب کھانے کا وقت آتا ہے تو طعامِ میت کھاتے بھی خوب ہیں، یہ ہیں کلمے غفرانے
 فقیر ان تمام صورتوں کو علمہ علمہ لکھ کر اثبات کرے گا اور مخالفین کے جوابات بھی
 لکھے گا۔ انشاء اللہ) وما توفیقنا الا باللہ العلیٰ العظیم

۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

احادیث مبارکہ

ایصالِ ثواب کے لئے بنی پاک
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات

ملاحظہ ہوں -

① سعد بن عبادہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میری والدہ وصیت کے بغیر انتقال کر گئی ہیں تو کیا میرا صدقہ کرنا ان کو نفع دے گا تو آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ بکری کے جلے ہوئے پائے بھی تم صدقہ کرو۔ (طبرانی)

② ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص صدقہ کرے تو اس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچائے کیونکہ اس طرح اس کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ (طبرانی)

③ طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب کوئی شخص میت کو ایصالِ ثواب کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام اسے نور رکھنے والے میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے قبول کر۔ یہ سن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔

④ امین ابی شیبہ نے سعید سے روایت کیا کہ میت کی جانب سے اگر بکری کے پائے کا بھی صدقہ کیا تو اس کا ثواب بھی اسے پہنچے گا۔

⑤ بیہقی نے شعب الایمان اور صہبانی نے مرغیب میں ابن عمر سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کیا تو اللہ نے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا۔ اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے انہیں پورا پورا اجر ملے گا نیز آپ نے فرمایا سب سے بہتر صلہ رحمی ہے کہ اپنے مردہ رشتہ دار کی جانب سے حج کیا جائے۔

④ عبد اللہ ثقفی نے اپنی کتاب تقضیات میں زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی جانب سے حج کیا تو اس کو اس کی جزا ملے گی اور آسمانوں میں اس کو خوشخبری دی جائے گی نیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ فرمانبردار لکھا جائے گا۔

⑤ بزائیر و طبرانی نے بسند انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ مر گیا اور حج فرض ادا نہیں کیا تو آپ نے فرمایا کہ بتاؤ تو سہی اگر اس پر کچھ فرض ہوتا تو تم کیا ادا نہ کرتے؟۔ اس نے کہا کہ ضرور ادا کرتا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس پر فرض ہے ادا کرو۔

⑥ طبرانی نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری ماں مر چکی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

⑦ طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میت کی طرف سے حج کیا تو حج کرینولے اور جس کی طرف سے حج کیا ہے دونوں ہی کو ثواب ملے گا۔

⑧ ابن ابی شیبہ نے عطا اور زید بن اسلم سے روایت کیا کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ماں مر چکی ہے کیا میں اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کروں تو آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

⑨ ابن ابی شیبہ نے عطا سے روایت کیا کہ میت کے بعد غلام آزاد کرنا اور صدقہ میت کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

⑩ ابن ابی شیبہ نے ابن جعفر سے روایت کیا کہ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے

غلام آزاد کرتے تھے۔

①۳ ابن سعید نے قاسم بن محمد سے روایت کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی طرف سے ان کے ایصالِ ثواب کے لئے ایک غلام آزاد کیا تھا۔

①۴ ابوالشیخ نے کتاب الوصایا میں حضرت عمرو بن العاص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاص نے وصیت کی تھی کہ ان کی جانب سے سو غلام آزاد کئے جائیں۔ تو حشام نے پچاس آزاد کر دیئے تو آپ نے فرمایا جمع، صدقہ اور آزادی مسلم ہی کی طرف سے کی جاسکتی ہے۔

فوائد

من حضرات کو قبور میں طعام بکلام یا دعاؤ استغفار و دیگر ایصالِ ثواب کے طریقوں سے فائدہ نصیب ہوا مختصر چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

دعا سے بلا ٹاک

ایک بزرگ کا واقعہ ہے انہوں نے ایک سانپ کو دیکھا تو

اس سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ اس نے کہا کہ فلاں شخص کو ڈسنے کے لئے جا رہا ہوں یہ بزرگ اس شخص کے مکان پر پہلے پہنچ گئے۔ اس نے عزت سے بٹھایا اور خوب خاطر مدارت کی یہ کھانا کھا چکے تو سانپ سانپ کا شور ہوا اور یافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سانپ نے صاحب خانہ کو ڈسنا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے بچالیا۔ اس نے سانپ سے واپسی پر پوچھا کہ ڈس آئے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پہنچنے سے پہلے آپ نے کھانا کھالیا تھا جس کی وجہ سے میرا وار کارگر نہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دعا سے بلا ٹاک گئی اللہ تعالیٰ کی بخشش کے راہ نیا سے ہیں۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور
(۷ جولائی ۱۹۸۷ء)

تبصرہ

یہ ہفت روزہ فرقہ واریت، بندیت، وہابیت کا مرکزی رسالہ ہے یہ حکایت ایصالِ ثواب کے ضمن میں لائی گئی ہے اور یہ فرقہ مطلقاً میت کے دعا و استغفار کے بظاہر قائل ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ میت کی نجات مطلوب ہے اس لئے ہم اس کے ایصالِ ثواب پر زور دیتے ہیں۔ باقی بے طریقے مثلاً سوم، ہفتم، دہم، چہلم، جمعراتیں وغیرہ۔ وہ ایک وقتی مصلحت ہے اور اس کے متعلق جو اب تک فقیر دوسرے رسائل میں لکھ چکا ہے۔

درس عبرت

جیسے دنیا میں ایک بندے کو کھانا کھلانے اور اس کی دعا

نظاہری بلا ٹل گئی ایسے ہی قبر اور آخرت کے عذاب کو سمجھنے کہ میت کی طرف سے پہلی تاریخ سے لے کر چہلم تک اہل سنت دعا و استغفار اور کلمہ اور کلام کی جدوجہد جاری رکھنے ہیں تاکہ میت سے قبر کی آفتیں ٹلیں۔

حکایت

ایک دولت مند کی کسی بزرگ سے دوستی تھی وہ بزرگ بہت عرصہ

کے بعد اس دولت مند سے ملنے کے لئے آیا تو معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے وہ بزرگ اس کی قبر پر تشریف لے گئے انہوں نے دیکھا کہ عذاب ہو رہا ہے واپس آکر اس کے ورثہ سے کہا کہ دیگیں پکاؤ جو بھی آئے کھلاتے جاؤ۔ پھر جا کر دیکھا تو قبر ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ اور عذاب ٹل چکا تھا کوئی اللہ تعالیٰ کا ایسا بندہ کھانا کھا گیا جس کی دعا سے عذاب ٹل گیا۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور)

(۱ جولائی ۱۹۸۷ء ص ۶)

انکشاف

دہانی، دیوبند کی اس لئے منع نہیں کرتے کہ انہیں
دین کا درد ہے اگر دین کا درد ہوتا تو یہ ہمارے

ساتھ عرس، گیارہویں، میلاد شریف، جمعراتیں، سوگم، چہلم، قل خوانی
کا کھانا نہ کھاتے۔ آذکار دیکھ لیں کہ حرام، ناجائز، بدعت کہتے رہیں گے
جب کھانے کا وقت ہوگا تو سب سے آگے ہونگے۔

منع کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ انگریز کی تیار کردہ نجدی تحریک کے
حامی ہیں۔ اسی لئے انہیں دہانی کہا جاتا ہے۔ انگریز نے معتزلہ فرقہ کے
اصول کو دوسرا رنگ دے کر کھڑا کیا۔ اس کی تفصیل فقیر کی کتاب
(اعانت الاجاب بالیصال الثواب) میں پڑھیے۔

ہمارا کام ہے جانے والے مسافر
کے لئے بخشش کا حید کرنا آگے بکھٹنے
والا وہ کریم ہے ان رحمتی وسعت

رحمت حق پہاندھی جوید

کل مشق (میر کی رحمت ہر شے کو وسیع ہے اور فرمایا
(رحمتی سبقت غضبی) میر کی رحمت میرے غضب سے سبقت

اللہ تعالیٰ بندوں کو بخشنا چاہتا
ہے پکڑنا نہیں چاہتا یہی وجہ ہے

قلعدہ روحانیہ

کہ وہ بڑے بڑے مجرموں کو معمولی سی بات پر بخش دیتا ہے۔

ایک بندے کو دوزخ کے دروازے پر
جہنم میں داخل کرنے والے ہونگے تو اللہ تعالیٰ

حکایت

کو پھر سے فرمان آئے گا اسے چھوڑ دو میں نے
اسے بخش دیا وہ بندہ عرص کرے گا میرے بخشنے جانے کا موجب
کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے یہاں سے کتنے کو بانی پلایا اس
لئے میں نے تجھے بخش دیا۔ (بخاری)

انتباہ

اللہ تعالیٰ کے ہاں قرآن اور نبیؐ آخرا زمانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و احترام بہت زیادہ ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ ان کے درمیان میں واسطہ سے بے شمار مجرم نجات پائیں گے اس لئے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ پیارے کتے کے سبب بختا ہے تو قرآن خوانی سے تو ضرور بچنے گا۔

مقصود اصلی قرأت قرآن ہے تو کسی جائز طریقے سے پڑھا جائے خواہ اسے کوئی بھی نام دیا جائے۔ مثلاً ختم شریف، گیارہویں شریف، میلاد شریف، عرس شریف، تلخوانی، چہلم کی روزانہ صبح و شام کی جمعراتیں، چہلم وغیرہ وغیرہ نام رکھنے سے کون سا حرج آگیا اور ایصالِ ثواب کا اصلی مقصد کیوں فوت ہو گیا۔

یقین مانئے کہ ان غریبوں کو دراصل بخدی کی تائید اور انگریز سے

برادرانِ اسلام

وفاداری کا ثبوت دینا تھا اس لئے ان کی مرضی کے حاصل کرنے کے لئے اہلسنت کے اکثر مسائل کے رنگ میں بھنگ ڈالنا ہے تجربہ کر لیجئے کہ انہیں اور برائیوں کو مٹانے کا خیال تک نہ آئے گا لیکن اہل سنت کے معمولات و مسائل مٹانے پر جان کی بازی لگا دیں گے۔

بعد مرنے کے
مہیت کو دنیوی

مرنے کے بعد مردہ کا حال

زندگی کی طرح بہت بڑی ضروریات درپیش ہوتی ہیں ان تمام مشکلات کا حل خیرات و صدقات اور دُعا ہے۔

ضرورت مند مُردہ

زندوں سے اموات
قبور میں بہت زیادہ

ضرورت مند ہیں چنانچہ ابن ابی الدنیاء نے سنا سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ اسلاف میں یہ بات مشہور تھی کہ مُردوں کو دعاؤں کی حاجت مندوں کے کھانے پینے سے بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے اور اس کی دلیل قرآن سے یہ ہے ”اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے رب تو ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے قبل بہ حالتِ اسلام دنیا سے رخصت ہو چکے۔ (پارہ نمبر ۲۸ سورہ بخشش ۴۲)

نورانی پوشاکیں

ابن ابی الدنیاء نے ایک بزرگ سے روایت کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے اپنے بھائی کو قبر میں دیکھا تو پوچھا اے بھائی کیا ہم لوگوں کی دعا تم کو پہنچتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ نورانی لباس کی شکل میں آتی ہے جو ہم پہن لیتے ہیں۔

نور کے پہاڑ

ابن ابی الدنیاء نے ابو قل ب سے روایت کیا انہوں نے فرمایا میں شام سے بصرہ آیا تو ایک خندق میں اترا وضو کر

کے دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنا سر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا خواب میں دیکھا کہ صاحبِ قبر مجھے کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہم جانتے ہیں اور تم کو پتہ نہیں۔ ہم عمل پر قادر نہیں تم نے دو رکعت جو نماز پڑھی وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے پھر اس نے کہا کہ اہل دنیا کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جزائے خیر دے جب وہ ہم کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو وہ ثواب نور کے پہاڑ کے مثل ہم پر داخل ہو جاتا ہے۔ علامہ میری رحمۃ اللہ علیہ حیوۃ النبیون کی دوسری جلد میں ارقام فرماتے

ہیں

روى احمد عن طاووس كذا
 فى كتاب الزهد انه
 قال ان الموتى يفتنون
 فى قبورهم [سبعين ايام]
 فكانوا يستحبون ان
 يطعم عنهم تلك الاء
 ياء -

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے
 کتاب الزہد میں طاووس تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے
 روایت کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ مرنے
 اپنی قبروں میں سات دن آزمائش میں ڈالے
 جاتے ہیں اس لئے صحابہ کرام ان لوگوں
 میں مردوں کی طرف سے کھانا کھلانے
 کو مستحب جانتے تھے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح

مشکوٰۃ میں باب زیارۃ القبور میں ارفاق فرماتے ہیں -

مستحب است کہ تصدق کردہ شود از
 میت از رفتن او از عالم تا ہفت روز
 مستحب ہے کہ میت کی طرف سے ہلکی
 وفات سے لے کر سات روز
 تک صدقہ و خیرات کیا جائے۔

فائدہ

المحمد للہ ہمارے اہلسنت اپنے مردوں

کے مرتے ہی دفنانے تک پھر رونانہ کی خیرات و دعاؤں اور قرآن
 خوانی سے مدد کرتے ہیں بلکہ پھر صبرائیں اور قلمنوائی وغیرہ کرتے ہیں۔
 لیکن دیوبندی وہابی مرے محروم ہیں -

اہل قبور کی ناضگ

ابن ابی الدنیا نے بعض متقدمین سے

روایت کیا کہ میرا ایک قبرستان سے

گزر ہوا اور وہاں دعا مانگی تو غیب سے ایک آواز آئی ان کے لئے
 دعائے رحم کرو کیونکہ ان میں غمگین اور مخزون سب ہی ہیں۔ ابن
 رجب نے روایت کیا کہ بعض خلدی نے اپنی سند سے روایت کہ

کہ میرے باپ نے کسی ایک صالح کو خواب میں دیکھا وہ شکایت فرما رہے ہیں کہ تم اپنے ہدیے ہم کو بھیجنا کیوں چھوڑ دیئے؟ انہوں نے سوال کیا۔ کیا جناب مرے بھی زندوں کے ہدیوں کو پہچانتے ہیں انہوں نے کہا کہ اگر زندے نہ ہوتے تو مرے تباہ ہو جلتے۔

(شرح الصدور ص ۳۰۱)

ایک دوگانہ سے تمام گورستان والے بختے گئے

ابن بخار نے اپنی تاریخ میں مالک بن دینار سے روایت کیا کہ میں جمعہ کی رات

ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نورچمک رہا ہے تو میں نے کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی بخشش کر دی ہے تو ایک غیبی آواز آئی اے مالک بن دینار! یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے مومن بھائیوں کے لئے۔ میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ سے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس نے بھیجا ہے تو آواز آئی کہ ایک مومن بندہ اس قبرستان میں سے داخل ہوا اور اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی اور اس کا ثواب اہل قبور کے لئے بخش دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دے دیا مالک نے کہا پھر میں بھی ہر شب جمعہ کو ثواب ہدیہ کرنے لگا۔ تو خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسے مالک جتنے نور لےنے ہدیہ کئے ان کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش فرمادی اور تیرے لئے جنت میں ایک محل تعمیر کیا گیا ہے۔

نورانی طباق

ابن ابی الدنیا نے یسار بن غالب سے

روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے
ایک رات خواب میں رابعہ لبریکہ کو دیکھا۔ میں ان کے لئے بہت دعا
کرتا تھا انہوں نے مجھ سے کہا اے یسار تمہارے بھتیجے ہوئے ہدایا مجھ کو
نورانی طباقوں میں ریشمی لباسوں سے ڈھک کر پیش کئے جاتے ہیں۔

خرچ کم فائدے بشمار

ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں
انسان کو دیں جو اس کی نہ تھیں وصیت :- حالانکہ مال دو سکر کا ہو جائے
ہے اور مسلمانوں کے لئے دعا حالانکہ اس میں مسلمانوں کا کچھ خرچ نہیں
ہوگا۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ بندہ قبرستان میں جا کر تمام
مردوں، اپنے عزیز واقارب کو نوافل تلاوت قرآن اور مذکورہ مختلف
سورتوں بالخصوص سورہ اخلاص کا ثواب پڑھ کر پہنچائے تو ان کے
وسیلے سے اللہ تعالیٰ قبرستان والوں پر بھی رحم فرماتا ہے اور ثواب
پہنچانے والے کو بھی خصوصی فضل و کرم سے نوازتا ہے۔

تاریخ مقرر

تاریخ مقرر کرنے کا ایک فائدہ

یہ ہے کہ فقراء کو اطلاع نہیں دینی
پڑتی وہ اس تاریخ پر خود بخود آجاتے ہیں۔ دوسری آسانی یہ
ہے کہ روزانہ پکانے میں اور تقسیم کرنے میں وقت ہوتی ہے اور
خصوصیت سے تیسرے، دسویں، بیسویں، چالیسویں دن کو کھلا کر اصلاح
ثواب کرتے ہیں۔ چالیسویں کو فی الجملہ اس وجہ سے زیادہ اہتمام کرتے
ہیں کہ چالیسویں کے بعد مردوں کا تعلق گھر سے کم ہو جاتا ہے۔

نیز چالیسواں ایسا روز ہے جس پر مردہ کی آزمائش ختم ہو جاتی ہے علاوہ
 ازیں بسبب قرب بہد موت کے میت کو چالیس دن تک اپنے گھر کا
 شوق رہتا ہے شرح برنخ میں ہے -

يَنْبَغِي أَنْ يُؤْتَلَ بِعَلَى الصَّاقَةِ لِلْمَيْتِ إِلَى سَبْعَةِ أَيَّامٍ وَقِيلَ
 إِلَى أَرْبَعِينَ فَإِنَّ الْمَيْتَ يَشْتَوِي إِلَى الْبَيْتِ -

یعنی سات دن یا چالیس دن تک برابر میت کے لئے صدقہ دینا پاتا ہے
 اس لئے کہ میت اپنے گھر کی مشتاق رہتی ہے غرض چالیس روز تک
 مردے گھر کے مشتاق ہو کر آتے ہیں اس کے بعد اوقاتِ فاضل میں انکو
 گھر آنے کی اجازت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ روح کا گھر کو آنا دو
 غرض سے ہے ایک تو تعلق دنیاوی کے لحاظ سے جو ان کو عالم حیات
 میں تھا دوسرے اس خیال سے کہ دیکھئے اجزاء ایصالِ ثواب میں اس
 کی کیا مدد کرتے ہیں - احباب

علامہ سیوطی رسالہ "طوریع الشریا باظہار ما کان خفیاً" میں لکھتے ہیں کہ
 کھانا کھلانا سات دن تک سنت ہے اور خالص عربوں میں اب
 تک مکہ اور مدینہ میں یہ سلسلہ جاری ہے اور صحابہ سے لے کر اب
 تک یہ امر متروک نہیں ہوا۔ اور ہر طبقہ اپنے بزرگوں سے یہ عمل سنا
 رہا ہو گلد ہاں تک کہ یہ عمل صحابہ کرام تک پہنچا

فضیلتِ طعام وغیرہ

یہ جو ہم میت کے

لئے خیرات وغیرہ

کرتے ہیں اس کا ثواب جبریل علیہ السلام نور کے طبق میں رکھ کر نہایت
 اہتمام کے ساتھ قبر میں لے جاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تمہارے
 اہل نے تمہارے لئے بھیجا ہے مردے اس ہدیے سے نہایت خوش
 ہو کر دعائیں دیتے ہیں۔ اس کی تفصیل اور بہترین واقعات فقیر کی

تصنيف راجعاً فانتہ الاحباب بايصال ثواب میں دیکھیے۔

طعام وغیرہ نہ دینے سے
میت کی حالت زار

جن اموات کو
ثواب نہیں بھیجا جاتا
ہے وہ قبور میں
نہایت ہی معنوم

و مزون اور ان کی حالت زار قابل رحم ہوتی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
مَا مِنْ مَيِّتٍ فَيَمُتُ قَوْنًا عِنْدَ بَعْدِ مَوْتِهِ إِلَّا أَهْلًا
لَهُ حَبِيرٌ عَلَى طَبَقٍ مِّنْ نُورٍ ثُمَّ يَقِفُ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ
فَيَقُولُ يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَسِيقُ هَذَا هَدِيَّةٌ أَهْلًا بِهَا
الْيَوْمَ أَهْلَكَ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَفْرَحُ وَيَتَبَشَّرُ
يَحْزَنُ حَبِيرًا مِمَّنْ الَّذِي لَمْ تَهْدِ إِلَيْهِمْ بَشِيرًا

(رواه طبرانی فی لاوسط)

نکتہ ایصالِ ثواب کے لئے ایک نکتہ حضرت ملا علی قاری

رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ

قال العسقلانی فی فتاواہ امام عسقلانی مصنف فتح الباری شرح

بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں

لکھتے ہیں کہ اہل ایمان کی ارواح

علیٰ میں اور اہل کفر کی ارواح مجہم

میں ہوتی ہے اور ہر روح کو جسم

سے معنوی اتصال ہوتا ہے لیکن نہ

زندوں کی طرح بلکہ ایسے جیسے نیند والے

کا حال ہے لیکن مرے کی روح کا جسم سے

اتصال معنوی نیند والے سے بھی بڑھ کر ہے

ارواح المومنین

فی علیین و ارواح الکافرین

فی سبعین و نکل روح بجسد

ہذا اتصال معنوی لا

یشبہ الاتصال فی الحیات

النیا بل یشبہ بشیء بحال

النائم فان کان ہوا شدمن

حال النائم اتصالاً

فائدہ

کھردار کو یقیناً کھرا آجائے گا کہ جب میت کی روح کو اس کے جسم سے اتھار لی معنوی ہے تو لازماً اسے ادراک بھی ہے اور جب ادراک ثابت ہوا تو باقاعدہ ^{مسا} اذاعتب الشیء ثبت بلو اذ مہ جب کوئی شے ثابت ہوتی ہے تو بروہ اپنے جمیع لوازمات سے ثابت ہوتی ہے اس لئے عقلمند یقین کر سکتا ہے کہ اموات کو ایصالِ ثواب ایک لازمی امر ہے

مذکورہ ادراک تو ہے عوام کا اولیائے کرام کا ادراک اس سے کئی گنا زائد ہے چنانچہ یہی ملا علی قادری اسی مرقات ششرح مشکوٰۃ

ادراک اولیاء

میں لکھتے ہیں: "اذا كانت الارواح لطيفة الجسد في اللطافة فسیر بمجسد ما حيث شاءت وتتمتع بما شاءت وما وی الاما شاء الله لها كما وقع لنبینا صلے الله علیه وسلم في المعراج ولا تباعد من الاولیاء حيث طویت لهم الارض وحتمل لهم ابدان متعدده ووجدوا في اماكن مختلفه في ان واحد والله علی کل شیء قدير۔"

یعنی روح جس وقت لطف ہوتی ہے جسم لطافت میں اس کا تابع ہوتا ہے پھر روح جسم کے ساتھ جہاں چاہتی ہے سیر کرتی ہے اور جس چیز سے چاہتی ہے متمتع ہوتی ہے یہ امر اولیاء اللہ سے دور نہیں ہے ایسی صورت میں کہ زمین ان کے لئے بے محدود ہو گئی ہے اور ان کے لئے ابدان متعددہ حاصل ہوئے ہیں۔ جس سے وہ مکانات مختلفہ میں آئیں واحد میں پائی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے مسئلہ اگر قبر کے ساتھ کوئی سایہ وارد خست نہ ہو پھر شام یا نہ کھڑا کیا جائے یا ڈیرہ نصب کیا جائے تاکہ پڑھنے والوں کو آرام

مے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مرتبات میں ہے
 إِذَا كَانَتْ الصَّخِيمَةُ مُلَاعِبَةً مِثْلَ أَنْ يَقْعُدَ الْقُرْآنُ
 تَحْتِهَا فَلَا يَكُونُ مِنْهُيَّةً قَالَ بَيْنَ الْهُمَا مِ وَاخْتَلَفَ
 فِي إِخْلَاسِ الْعَارِبِينَ لِيُقْرَأَ وَعِنْدَ الْقَبْرِ وَالْمُخْتَارُ
 عَدَمِ الْكِرَاهِيَّةِ

ترجمہ

جب قبر پر کسی فائدہ کے لئے شامیانہ وغیرہ کھڑا کیا جائے
 تاکہ پڑھنے والے اس کے نیچے بیٹھ کر پڑھیں تو اس کی ممانعت نہیں
 ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قاریوں کو قبر پر بیٹھانا جائز ہے
 تاکہ وہ قبر پر قرآن پڑھیں تو مختار مذہب یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔

نوٹ

قبور پر قرآن پاک پڑھنے پڑھانے پر وہابیوں
 اور دیوبندیوں کو اختلاف ہے (اگرچہ خود گاندھی کی ارتھی) پر
 قرآن خوان کرتے رہے نامعلوم وہ کسی بنا پر جائز تھا۔ اسکے دلائل
 ہم نے اعانتہ الاحباب بالیصال الثواب میں لکھے ہیں۔

مردے کا برا حال

فقیر ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
 ہیں کہ ایک بزرگ نے قبرستان

میں خواب میں دیکھا کہ تمام اہل قبور قبروں سے نکل کر حلقہ باندھ کر بیٹھ
 گئے۔ ان میں ایک نوجوان میلے کپڑوں میں مغموم بیٹھا تھا کھوڑی دیر
 کے بعد خولپٹے آئے وہ سب لے کر چلے اور وہ نوجوان خالی ہاتھ
 اٹھ کھڑا ہوا اس بزرگ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ان
 کے عزیزوں نے ان کے لئے تحائف خیراتیں، ثواب وغیرہ بھیجے
 لیکن میں ایک مصیبت کا مارا ہوں میری ماں مجھے حج کے لئے لے آئی

میں یہاں فوت ہو گیا وہ کہیں نکاح کر چکی ہے اور عیش و عشرت میں ہے لیکن اس نے مجھے بھلا دیا ہے کبھی کوئی خیرات اور ثواب وغیرہ نہیں بھیجتی۔ بزرگ نے اس کی ماں کا پتہ پوچھا اور وہاں پہنچ کر اس نے اپنے بیٹے کا پوچھا تو رو پڑی بزرگ نے اس کا حال سنایا تو بہت پریشان ہوئی اور اعتراف کیا کہ واقعی مجھ سے بھول ہو گئی اب آپ میری طرف سے ہزار درہم اس کے لئے ایصالِ ثواب کریں بزرگ فرماتے ہیں میں دوسری جمعرات اسی گورکھستان سو رہا تھا تو اسی نوجوان کو دیکھا سفید کپڑے پہنے ہوئے تہایت خوش و خرم ہے اور میرے پاس آ کر خوب دعائیں دیں۔ (تنبیہ الغافلین) ملخصاً

فائدہ

یہ وہ فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہیں ایک لاکھ حدیث حفظ تھی وہ اپنے زمانے میں امام الہدیٰ کے لقب سے مشہور تھے۔ امام ابو یوسف کے چوتھے واسطے سے شاگرد تھے حنفی المذہب اور بہت بڑے فقیہ تھے۔

اس واقعہ سے وہی عبرت حاصل کرے گا جس کے دل میں اپنی

دراں عبرت

کا درد ہو گا ورنہ بے درد ظالم کو کیا خبر۔

میت کی روح کو ایصالِ ثواب کے طریقے

میت کو قبر میں جاتے ہی چالیس دن خصوصیت سے پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے اس لئے اہل سنت ان ایام میں طعام و کلام کا بہت بڑا اہتمام کرتے ہیں ①۔ قبر میں داخل کرنے کے بعد فوراً ②۔ روزانہ صبح و شام روٹی پانی وغیرہ۔

۳) تیسرے دن جسے قل خوانی یا سوم وغیرہ کہا جاتا ہے ۴) ہر جمعہ کی رات ۵) قبر پر حفاظ پڑھنے والوں کے لئے طعام پکا کر کھلانا۔ ۶) ساتویں، دسویں، پہلیم اور سیالیانہ ۷) جب بھی فرصت ہو طعام پکا کر عزاء و مساکین کو کھلایا جاتا ہے اور ہر طعام پر ختم پڑھنا۔

امام شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں کہ آیتہ الکرسی اور سورۃ اخلاص ایک دفعہ اور آیت الرسول اور سورۃ یسقی پانچ مرتبہ اور ملک اور سورۃ التکاثر اور سورۃ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین مرتبہ پھر کہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔

نہا۔ یہی ختم شریف کا حال ہے اس میں مختلف آیات پڑھی جاتی ہیں اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جاتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فتاویٰ عزیز ص ۵۷ میں لکھا ہے "طعام کیے ثواب آن نیاز حضرت اما میں نماز برد برآں قل و فاتحہ و درود خواندن متبرک می شود خوردن بسیار خوب است"

"جس کھانے پر حضرت حسین کی نیاز کریں اس پر قل و فاتحہ اور درود پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے + اسی فتاویٰ عزیز ص ۱۱۱ میں ہے "اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگ بقصر

ایصال ثواب بروح ایشان بختہ بخوراند جائز است مضائقہ نیست"

"اگر دو دو مالیدہ بزرگ کی فاتحہ کے لئے ایصال ثواب کی نیت سے پکا کر کھلا دے تو جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں + مخالفین کے معتمد علیہ حضرت

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تیجہ ہوا چنانچہ اس کا تبصرہ حضرت شاہ عبدالعزیز نے اپنے ملفوظات ص ۱۱۱ میں اس طرح فرمایا ہے

"و روز سوم کثرت ہجوم مردم آن قدر بود کہ بیرون از حساب است ہشتاد و یک کلام اللہ شمار آمدہ و زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را نیت

”غیرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے
 کیا سی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے ہونگے کلر کا
 تو اندازہ نہیں۔“

اسی لئے ہمارے اہل سنت میں تہجد قیل خوانی و دیگر معمولات
قائدہ (ایصالِ ثواب) کے دنوں قرآن خوانی کے علاوہ
 جنوں پر کلر شریف پڑھ کر میت کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔
 چونکہ اس سلسلہ سے کلر طیبہ بکثرت ہوتی ہے اس لئے جنوں سے
 ہی کام چل سکتا ہے۔ پھر وہ ایصالِ ثواب کے بعد تقسیم کر کے کھلا
 لئے جاتے ہیں اس پر بھی مخالفین کو اختلاف ہے مجھے ان سے تو کوئی
 شکوہ نہیں کیونکہ انہوں نے تو مانا ہی نہیں اس لئے وہ ہر طریقے
 سے ایصالِ ثواب سے انکار کریں گے ہاں عوام اہل اسلام پر حیرانی
 ہے کہ ان کو یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ منکرین ہیں تو پھر منکرین کی باتیں سنتے
 کیوں ہیں۔

طعام کھلانے کے طریقے

میت کے لئے طعام کھلانے کا
 معراج اکثر اس لئے ہے کہ عوام
 کو ایصالِ ثواب میں ہی طریقہ آسان ہے پھر بعض علاقوں میں
 کھانا فقراء کو کھلا دیتے ہیں پھر بعد میں ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور بعض علاقوں
 میں کھانا سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کراتے ہیں پھر کھلاتے ہیں۔
 دونوں طرح جائز ہے۔

مشکوٰۃ میں بھی بہت سی روایات
 موجود ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ

حدیث شریف

marfat.com

علیہ وآلہ وسلم نے کھانا ملاحظہ فرما کر صاحبِ طعام کے لئے دعا فرمائی۔
بلکہ حکم دیا کہ دعوت کھا کر میزبان کو دعا دو اسی طرح مشکوٰۃ باب آداب
الطعام میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانے سے
فارغ ہوتے تو فرماتے ”الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا
فِيهِ غَيْرَ مَكْفُوتٍ وَلَا مُؤَدَّرٍ وَلَا مُسْتَفْنَأَعْنَدُ
رَبَّنَا“ ثابت ہوا کہ کھانے کے بعد دو چیزیں سنون ہیں حمدِ الہی
کرنا اور صاحبِ طعام کے لئے دعا کرنا اور فاتحہ میں یہ دونوں باتیں موجود
ہیں اور اس کا انکار کسی کو نہیں کرنا چاہیے۔

طعام سامنے رکھ کر دعا مانگنے کا ثبوت

افسوس یہ ہے کہ دورِ حاضر میں ہر نیک کام پر اعتراض ہے
انہیں ایک یہ مسئلہ بھی ہے اس کے لئے حوالہ جات حاضر ہیں۔

احادیث مبارکہ

① مشکوٰۃ باب المعجزات فصل دوم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ
فرماتے ہیں کہ میں کچھ خرمے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لایا اور عرض
کیا کہ اس کے لئے دعائے برکت فرمائیں۔

”فَضَمْتَهُنَّ ثُمَّ دَعَا لِي فِيهِنَّ بِالْبُرْكَ كَيْ“ آپ نے ان
کو ملا یا اور دعائے برکت کی۔

② مشکوٰۃ باب المعجزات فصل اول میں ہے کہ غزوہٴ تبوک میں شکرِ اسلام
میں کھانے کی کمی ہو گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل شکر کو فرمایا جو کچھ
جس کے پاس ہو لاؤ تمام حضرات کچھ نہ کچھ لائے دسترخوان بچھایا
گیا پھر اس پر یہ سب کچھ رکھا گیا فِدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِإِتْبَاعِهِ ثُمَّ قَالَ خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ پس اس پر

دعا فرمائی اور فرمایا کہ اب اس کو اپنے برتنوں میں رکھ لو۔

③ اسی مشکوٰۃ شریف میں اسی باب میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، حضرت ام سلیم نے کچھ

کھانا بطور دلیر پکا یا لیکن بہت لوگوں کو بلا یا گیا۔ فَوَقِيَتِ الْبَيْتَ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رِقْلِكَ الْحَيْثُ وَتَكَلَّمَ

بِإِسْتِثْنَاءِ اللَّهِ۔ اس کھانے پر دست مبارک رکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے کچھ پڑھا۔

④ اسی مشکوٰۃ اسی باب میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

غزوہ خندق کے دن کچھ تھوڑا کھانا پکا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی دعوت کی حضور علیہ السلام ان کے مکان میں تشریف لائے۔

فَأَخْرَجْتَنِي لِنُدْعَائِنَا فَبَصِقَ فِي سِدِّي وَبَارِكْتَ أَيْ كَيْ

سامنے گنڈھا ہوا آٹا پیش کیا گیا تو اس میں لعاب شریف ڈالا اور دعائے

برکت فرمائی غرضیکہ ایصالِ ثواب کی مروجہ صورتیں ہر طرح سے جائز

ہیں لیکن جس نے قسم کھا رکھی ہو مانا ہی نہیں تو اسے سمجھائے کوئی۔

عقلی دلیل

فاتحہ دو عبادتوں کے مجموعے کا نام ہے

تلاوتِ کلام اور صدقہ اور جب یہ دونوں

کام علیحدہ علیحدہ جائز ہیں تو ان کو جمع کرنا کیوں حرام ہوگا بریانی کھانا

کہیں بھی ثابت نہیں مگر حلال ہے کیوں اس لئے کہ بریانی چاول گوشت

کھنی وغیرہ کا مجموعہ ہے۔ اور جب اس کے سارے اجزاء حلال تو بریانی

بھی حلال ہاں جہاں چند حلال چیزوں کو جمع کرنا حرام ہو جیسے کہ دو ہمیشہ

ایک کے نکاح میں یا چند حلال چیزوں کے مل جانے سے کوئی حرام چیز جن

جائے مثلاً مجموعہ میں نشہ پیدا ہو گیا تو یہ مجموعہ اس عارضہ کی وجہ

سے حرام ہوگا۔ یہاں قرآن کی تلاوت اور صدقہ جمع کرنا شریعت نے حرام نہ کیا اور ان کے اجتماع سے کوئی حرام چیز پیدا نہ ہوئی تو پھر یہ کام حرام کیوں ہوگا۔ دیکھو! بکری مر رہی ہے اگر ویسے ہی مر جائے تو مردار ہے جہاں اللہ کا نام لے کر ذبح کیا حلال ہوگئی۔ قرآن کریم تو مسلمانوں کے لئے رحمت اور شفاء ہے۔

”شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ“

پھر اگر اس کی تلاوت کر دینے سے کھانا حرام ہو جائے تو قرآن رحمت کہاں رہا رحمت ہو گیا وہاں یومنین کے لئے رحمت ہے کفار کے لئے زحمت۔ ”وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا“ اس سے ظالم تو نقصان میں رہتے ہیں کہ اس کے پٹھے جانے سے کھانے سے محروم ہو گئے نیز جس کے لئے دعا کرنا ہو اسکو سامنے رکھ کر دعا کرنا چاہیے میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں کیونکہ اس لئے دعا ہے اس کو سامنے رکھ لیا اسی طرح کھانے کو سامنے رکھ کر دعا کی تو کون سی خرابی ہے اسی طرح قبر کے سامنے کھڑے ہو کر دعا پڑھتے ہیں حضور علیہ السلام نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرما کر مذکورہ جانور سامنے رکھ کر پڑھا **اللَّهُمَّ هَذَا مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ** اے اللہ یہ قربانی میری امت کی طرف سے ہے حضرت خلیل اللہ نے کعبہ کی عمارت سامنے کر دعا کی **رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا** الایۃ اب بھی عقیدہ کا جانور سامنے رکھ کر ہی دعا پڑھی جاتی ہے لہذا اگر فاتحہ میں بھی کھانا سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب ہو تو کیا حرج ہے۔

فائدہ بسم اللہ سے کھانا شروع کرتے ہیں اور بسم اللہ بھی قرآن شریف کی آیت ہے اگر کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا منع ہو تو بسم اللہ پڑھنا بھی منع ہونا چاہیے

غیر مقلدین اور فرقہ دیوبند کے حکیم الامت

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں -

”پس وہ مرتبہ درود خواندہ ختم تمام کفند و برقدہ سے شیرینی سے فائزہ نام خواجگانِ پشت عموماً بخواند و حاجت از خدا سوال سے نمائند“

”پھر دس بار درود پڑھیں اور پورا ختم کریں اور تھوڑی شیرینی پر تمام خواجگانِ پشت کی فائزہ دیں پھر خدا سے دعا کریں۔ حضرت شاہ عبدالغفر مزیدہ التصانیح ص ۱۳۲ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں - ”دستر بنی بنا بر فائزہ بزرگ بقصد ایصالِ ثواب بروح ایشان پزند و بخوردند مضائقہ نیست و اگر فائزہ بنام بزرگ دادا شود اغنیاء اہم خوردن جائز است -“

”دودھ چادل کسی بزرگ کی فائزہ کے لئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائیں - اور کھلائیں اور اگر کسی بزرگ کی فائزہ دی جاوے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے

فرقہ دیوبند کے مرشد پیر میخان | حضرت حاجی ادا اللہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ فیصلہ بہت مسئلہ میں فرماتے ہیں نفس ایصالِ ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہیئت کذا میہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ مصلحت نماز میں سورۃ خاص معین کرنے کو فقہاء و محققین نے جائز رکھا ہے تو یہی میں اکثر مشائخ کا معمول ہے پھر فرماتے ہیں جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب زبان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی

ستمن ہے اگر یہاں بھی زبان سُکھ کہہ لیا جاوے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشاراً علیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہو کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا تو جمع بین العبادتین ہے پھر فرماتے ہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک کی دسویں، بیسواں، چہلم ششماہی سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق اور سرمنی حضرت شاہ ابو علی قلندر اور حلوا شیب بارات و دیگر طریق ایصالِ ثواب سے کسی کو الکار نہیں۔

امتِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر خواہانہ مشورہ

بند
انگریزوں
کی تحریک

دہا بیت اور ہند و پاک میں مولوی اسماعیل دہلوی کی گمراہی پھیلانے سے پہلے کے دور کی کتابیں اور دورِ دہا بیت (محمد بن عبدالوہاب) اور ہند و پاک میں مولوی اسماعیل دہلوی کے دور کی تصانیف کا مطالعہ کریں تو اختلاف کی حقیقت بالکل کھل کر سامنے آجائے گی کہ ابن تیمیہ خارجی کی اتباع میں محمد بن عبدالوہاب نجدی جمیع اہلسنت کے عقائد پر شرک اور معمولات پر بدعت کے ڈوگر بر سائے اس کی ہمنوائی میں ہند و پاک میں مولوی اسماعیل نے اس تحریک کو پھیلا یا جسے آج دیوبندی و وہابی، مودودی و دیگر ان کے ہمنوا اس تحریک کے لئے عملاً استغک محنت کر رہے ہیں۔ جس سے عوام اہل اسلام بیحد پریشان ہیں تو فقیر کا مخلصانہ خیر خواہانہ مشورہ یہی ہے کہ ان پارٹیوں کے مرشدان کرام شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالغفریز امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اساتذہ عظام مولانا رحمۃ اللہ شاہ،

احمد سعید اور حضرت مفتی صدر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کو اس اختلاف کا حکم بنایا جائے جو کچھ مذکورہ بالا حضرات فرمادیں ہم سب کو منظور ہوتا کہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔

تیسرے سو سالوں کی تاریخ	عظیم عبد القدوس صاحب
اور چودھویں صدی کے اوائل	سکندر پوری
	نے فرمایا کہ بعد حمد صلوة

کے خاکسار محمد عبد القدوس سکندر پوری عرض کرتا ہے کہ جب سے ہندوستان میں اسلام کی روشنی چمکی اس زمانے سے جس طرح بہت سے احکام شرعی نے یہاں رواج پایا اسی طرح ایصالِ ثواب کا طریقہ کا بھی عمل درآمد ہوا جسے شارع نے ٹھہرایا تھا۔ جب کوئی شخص مرتا ہے تو اس کے وراثت یا احباب انواع و اقسام کے ایصالِ ثواب مال و بدنی میں کوشش کرتے ہیں۔ خصوصاً تربِ ایامِ موت میں جس میں موتیٰ فتنہ، قبر میں بتلا ہو کر زیادہ تر ایصالِ ثواب کے محتاج رہتے ہیں۔ سوم دہم، چہلم میں جو موتیٰ کے ثواب کے لئے فقراء کو کھانا کھلا یا جاتا ہے یا ان کی طرف سے صدقہ دیا جاتا ہے یا قرآنِ پاک پڑھا جاتا ہے یا درود یا کلمہ طیبہ پڑھا پڑھوایا جاتا ہے یہ سب ایسے امور ہیں جن سے موتیٰ کو فتنہ کے بچاؤ کے لئے بہت کچھ مدد ملتی ہے یہ طریقہ ہندوستان میں اتنی مدت سے جاری ہے جس کی نسبت میں کہہ سکتا ہوں کہ اس پر ہزار برس سے زیادہ گزر گئے۔ اہل اسلام کا طریقہ اسی طرح مدت سے برابر ایک ہنچ بر بلانگیر سلفاً و خلفاً چلا آتا ہے چند سال سے حکومت اسلام کے اٹھ جانے سے دین میں جہاں بہت کچھ بکھیڑے لوگوں نے پھیلا رکھے ہیں ایک یہ ہے کہ ایصالِ ثواب سے مشرکہ کو محروم کرنے کے لئے بعض حضرات ہاتھ دھو کر پیچھے پڑے ہیں اور قسم قسم کے دلائل اسکی حرمت پر پیش کرتے ہیں چونکہ ان کے دعوے کا اثر

کے حقِ ثواب پر پڑتا ہے تو اس خیالِ باطل سے کہ اموات کی طرف سے جواب پیش نہیں ہو سکتا یا بظرفِ فیصلہ کی امید پر پنجوں کے بل اکڑنے ہوئے چلتے ہیں اگرچہ اہل انصاف نے ان لوگوں کے جواب میں بہت کچھ لکھا اور لکھتے ہیں مگر وہ لوگ کسی کی نہیں سنتے اور مرغی کی ایک ٹانگ کہے جاتے ہیں جب ان کو قرآن و حدیث سے اس کی حجت یا عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں ملتی بلکہ قرآن و حدیث کو ایصالِ ثواب کا مویذ پاتے ہیں۔ تو بے سمجھے بوجھے فقہاء کے کلام پیش کرتے ہیں۔

حالانکہ وہ خود فقہاء کے بدخواہ ہیں چونکہ فقہاء مستذین کے کلام بالکل قرآن و حدیث کے موافق ہیں تو یہ لوگ فقہاء کے کلام میں نہایت ہٹ دھرمی سے نئے نئے مضامین خلاف مستباد و متقاضی حال بناتے ہیں اور قرآن ایصالِ ثواب میں بے اصل و لائل قائم کرتے ہیں۔

(پتھر ص ۸۷-۸۸ از مولانا وکیل احمد سکندر پوری)

قبر کھودنے کے وقت کا کھانا | بعض علاقہ جات میں عراج

ہے کہ قبر کھودنے کے بعد وہاں گودستان میں ہی طعام کھلایا جاتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو گھر سے لیجانے کے بعد طعام از قسم علوہ وغیرہ پکا کر گودستان بھیجا جاتا ہے میت کو دفنانے کے بعد گودستان کے کنارے بیٹھ کر مردوبہ ختم شریف پر میت کو کلام و طعام کا ثواب بخشا جاتا ہے اس طعام کو عوام میں تقسیم کیا جاتا ہے لیکن زیادہ حصہ گودکنوں کو دیا جاتا ہے یہ طعام بھی ایصالِ ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہے پھر تو جائز ہے کتب فقہ میں اسکی تصریح ہے۔

چنانچہ شرح سفر السعاده میں ہے

چیز بخند ہمراہ میت سے بزد کوئی چیز پکا کر میت کے ہمراہ لے
و انرا کفارہ و عشاء القبر و توشہ جاتے ہیں اسے کفارہ اور قبر کا عشاء

کہا جاتا ہے اور تو شہد میت بھی اور بعض کتب میں آیا ہے کہ یہ قبر کھودنے والوں کا حق ہے یہ اس وقت ہے کہ جب قبر میت دور از آبلوی ہے اس لئے کہ میت کی موت کے وقت قبر کھودنے والوں کو گورستان بھیج دیا جاتا ہے اور میت کی مکینوں و غسل سے پہلے پہنچ کر قبر تیار کرتے ہیں اور یہ سخت کام میں ہوتے ہیں اسی لئے بھوک سے نہ مجال ہوجاتے ہیں سو یہ کھانا انہیں کو لائق ہے اور زاد اللبیب میں ہے منقط سے نقل کرتے ہیں کہ وہ طعام جو میت کے ساتھ لے جا رہے ہیں یہ میت کو اٹھانے اور قبر کھودنے والوں کا حق ہے اور اس کا کھانا عموم البلوہی کی وجہ سے جائز ہے۔

میت گویند در بعضی کتب آوردہ اندکہ آن حق حقاہین قبر است اگر قبر دور از مکان میت است زیرا کہ ایشان از وقت موت میت برائے از حضر قبر میت میروند و آنجاتا تیار کی قبر ہما گیا ہنند و کار سخت میکنند زندہ و گرسند میثوند او شان را باید داد کفنی زاد الا سحت۔ نیز اسی میں ہے کہ۔ دور زاد اللبیب از منقط آوردہ کما ہل المیت لوجملوا الطعام خلف البندۃ عند قبورہم و حق الحائین و الما فیرین او اسی میں ہے وحل اکھ لعموم البلوہی

ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ قبرستان سے باہر بیٹھ کر کھائیں نہیں کہ قبرستان موضع عبرت ہے۔ اگر یہ غرض نہیں تو بلوہ کسم میلے کے دنوں میں قبروں پر کھانا بکھوا یا جائے اور وہاں اجتماع ہو اور نہ تکلفات محمودہ کا الیکاب کیا جائے۔ نہ قبروں کی حرمت ملحوظ ہو اور نہ طعام کی تو یہ شرعاً ممنوع و مکروہ ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔

صبح و شام کی روٹی پانی

ہا سے ہا کثر
علاقوں میں یہ طریقہ

ہے کہ صبح و شام روٹی و پانی میت کے ایصالِ ثواب کے لئے
 عزاء و مساکین میں روزانہ بھیجا جاتا ہے اور وہ صاحبِ ختم شریف پڑھ
 کر میت کی روح کو کلام و طعام بخشا ہے۔ یہ بھی شرعاً جائز ہے
 اس لئے کہ میت کو وقتے ہی قبر کا عذاب و ثواب شروع ہو جاتا ہے
 اس وقت اپنے اعمال ہی کام آئیں گے خدا نخواستہ اگر اعمال صالح نہ
 ہوں یا تھے لیکن کام نہیں کر سکتے تو نجات کا واحد ذریعہ ہماری طرف
 سے طعام و کلام بھیجا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس
 کے لئے نہایت ہی سختی کے ہوتے ہیں اس لئے ہم اہلسنت صبح و شام
 طعام و کلام بخشے رہتے ہیں اسی میں صبح و شام کی روٹی بھی شام ہے
 میت کی فوتیگی کے دن خیرات
 کرنا۔ یہ بھی ہمارے ہاں مروج
 ہے لیکن وہابی اسے بھی

پہلے دن کی خیرات

بدعت کہتے ہیں حالانکہ میت کے لئے یہ دن مصیبت کا دن ہے
 کہ ایک غیر ملک میں مسافر ہو کہ جانا وہ شخص جو بے کسرو سامان، مو
 اور پھر بال بچوں کا بھر اور آگے نکیرین کی تنگی و تلخی ہے اس لئے اسے
 سخت ضرورت ہے کہ اس کے لئے صدقات و خیرات کئے جائیں
 تاکہ اس کی دکھ کی گھڑیوں میں آرام و آسانی ہو۔

احادیث

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور
 عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "الیسۃ الاولی
 عسیرۃ علی المیت فتصدقوا لہ (الحديث)
 (تحفۃ الاحباب ص ۱۷۲)

میت پر پہلی شب بہت سخت ہوتی ہے لہذا اس کے لئے صدقہ و خیرات دو پہلے دن کی خیرات سے میت کو آرام اور قبر کے عذاب سے نجات نصیب ہوتی ہے لیکن یا لوگ روکتے ہیں یا اس لئے کہ کسی مسلم کو قراب نصیب نہ ہو۔

۲ حضرت عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے اور اس نے انصار میں سے ایک شخص سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبر کے نزدیک تشریف رکھتے تھے اور قبر کھودنے والے کو فرماتے تھے کہ میت کے پاؤں کی طرف سے کشادہ کرے پس میت دن کر کے واپس ہوئے تو میت کی عورت کی طرف سے دعوت کرنیوالا حاضر ہوا آپ نے دعوت قبول فرمائی اور ہم آپ کے ساتھ تھے کھانا لایا گیا آپ نے کھانے کا ارادہ فرمایا اور صحابہ کرام نے بھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ منہ میں لغز جبار ہے ہیں لیکن اسے نکل نہیں رہے۔ اور پھر فرمایا، "اس بکری کا گوشت ایسا ہے کہ مالک سے اجازت نہیں لی گئی (عورت سے دریافت کیا گیا) تو عورت نے عرض کی کہ یہ بکری خریدنے کے لئے میں نصح (جہاں بکریاں بکتی تھیں) میں آدمی بھیجا لیکن وہاں سے بکری نہ مل سکی۔ پھر کسی ہمسایہ کے گھر بھیجا کہ بکری خرید شہ کو اصل قیمت دے مگر وہ ہمسایہ نہ ملا پھر اس کی عورت کی طرف بھیجا اس نے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر وہ بکری دیدی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کھانا ہمارے لائق نہیں فلہذا قیدیوں کو کھلا دو۔ ارواہ ابو داؤد والبیہقی فی دلائل النبوة) اور مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن باب المعجزات۔

شیخ عبدالحق عسکرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ یہ طعام قیدیوں کو اس لئے ٹھلا یا گیا کہ وہ

فائدہ

marfat.com

Marfat.com

دائرہ شریعیہ سے خارج تھے۔

فوائد :۔ اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے
۱۔ حضور سرورِ عالم کے علم غیب کا ثبوت ہے کہ آپ نے اس
کے متعلق بتا دیا۔

۲۔ گھر کے مالک کی اجازت کے بغیر عورت کا تصرف ناجائز ہے
۳۔ میت کے گھر کی دعوت قبول کرنا جائز ہے۔
۴۔ اغنیاء بھی اس طعام میں شریک ہو سکتے ہیں۔

۵۔ اس سے ان لوگوں کی غلطی کا اظہار ہے جو کہتے ہیں کہ میت کے
گھر کا طعام دل کو سردہ بنا دیتا ہے اگر واقعی یہی بات ہوتی
تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی میت کے گھر والی دعوت قبول نہ
فرماتے ہاں وہ شرائطِ نظر میں جو پہلے مذکور ہوئیں۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام وہابیوں اور دیوبندیوں کے
استاد ہیں لہذا ان کے اقوال قابلِ اعتماد اور ان پر عمل کرنا لازمی
امر ہے ان کے علاوہ متقدمین کی کتب میں بھی ایسے حوالہ جات ملتے
ہیں۔ شرح برذخ، خزانة الروایات میں ہے ”ینبغی ان یوا
ظب علی الصدقة للمیت الی سبعة ایام
زوقیل الی الی الی للمیت یشوق الی بیتہ ینبغی
چاہئے کہ سات دن تک متواتر صدقہ دیا جائے میت کی
طرف سے اور بعض نے کہا چالیس روز تک کیونکہ میت اپنے گھر
کی طرف سے اتنا عرصہ آرزو مند اور مائل ہوتی ہے۔

۳۔ وقائق الاخبار میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”اذا المؤمن یدور روحہ حول دارہ شہداً
وینظر الی ما حللہ من مآلہ کیف یتیم

مآله و کیف ہو دی دینہ فانا تم شہراً یُنظر الیٰ حیدہ
ویدور حول قبرہ سنتہ فی نظر من یدعولہ و
من یحزن علیہ جب مومن مر جاتا ہے تو اس کی روح
گھر کے گرد ایک مہینہ پھرتی ہے اور دیکھتی ہے کہ کس طرح اس کا مال
تقسیم اور کس طرح اس کا قرض ادا کیا جاتا ہے جب ایک مہینہ پورا ہو جاتا
ہے تو دیکھتی ہے اپنے گھر کو اور پھرتی ہے اپنی قبر کے گرد ایک برس
تک دیکھتی ہے کہ کس نے میرے لئے دعا کی اور کس کو میراث ملتی ہے
میت کے مرنے کے بعد چالیسویں روز اکٹھا ہو کر میت کی روح کے
لئے ایصالِ ثواب کرنے کے متعلق ایک دلیل ہے۔

فائدہ میت کے گھر کے اجتماع میں میت کی مغفرت کی کوشش اور ایصالِ

ثواب کے متعلق نہ تو دلائل کی حاجت ہے اور نہ حوالوں کی نہ کتابوں کی
یہ حکمتیں مشاہدات سے تعلق رکھتی ہیں اگر غیر مقلد و ہابی اور دیوبندی
ہماری دعوت کو قبول کرتے ہوئے ہمارے ان اجتماعات میں شریک
ہوں تو ہم انہیں یہ روح پرور نظارہ دکھانے کا یقین دلاتے ہیں کہ جن
نے میت کو دس دس بیس بیس، تیس تیس اور چالیس چالیس قرآن
مجید ختم کرنے اور لاکھوں تک کلمہ شریف پڑھنے کا ثواب بخشا جاتا
ہے بلکہ بعض جگہ تو قرآن مجید کے ختم تو تلو سے بھی تجا ذکر جاتے
ہیں بلکہ میت یا اس کے ورثاء ذی اثر ہوں تو اجتماع کی بکثرت تہاروں
لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے اسی طرح ساتویں، دسویں، ماہانہ، برسی، ہر
ختم پر تلاوت و صدقات کا فوت شدگان کو ایصالِ ثواب کیا جاتا
ہے اور یہ اتنی بڑی ٹھوس حقیقت ہے جسے ہر وقت مشاہدہ
کیا جاسکتا ہے اور جو لوگ ان اجتماعات کا انکار کرتے ہیں وہ خود سوچیں
کہ وہ اپنے فوت شدگان کے لئے کیا کرتے ہیں اور کل جہ وہ
فوت ہونگے تو اپنے عقیدے کی روشنی میں اپنے اخلاف سے کس

چیز کی توقع رکھتے ہیں یہی کہ ”مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود“ ظاہر ہے کہ انسان کو فوت ہونیکے بعد زندگان جتنا ثواب پہنچاتے ہیں ان کا ثواب نہ صرف میت کو پہنچتا ہے بلکہ اگر مسلمان ہے تو عذاب سے نوح جاتا ہے جیسا کہ فقیر نے اس رسالہ میں چند حوالہ جات اور رسالہ ”نجات الاموات“ فی الصدقات والخیرات، میں تفصیل سے لکھے ہیں۔

وقت مقرر کرنا

مخالفین عام طور پر کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب کے تو ہم بھی قائل ہیں لیکن یہ جو تم نے سوئم، چلم اور جمعراتیں وغیرہ مقرر کر رکھے ہیں یہ ناجائز ہیں اور بعض تو ایسے بہانے لگاتے ہیں کہ یہ خیراتیں مقرر کرنے سے حرام ہو جاتی ہیں فقیر رسالہ ”لنعم الیقین“ میں مکمل بحث لکھی ہے یہاں سے بقدر ضرورت عرض کرتا ہوں۔

ہمارے نزدیک دن مقرر کرنا نہ فرض ہے نہ واجب اور نہ ہی ہمارا یہ عقیدہ

ازالہ وہم

ہے کہ دن مقرر کئے بغیر دوسرے دنوں میں ایصالِ ثواب نہیں کیا جاسکتا ہمارا عقیدہ ہے کہ ایصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی میں دن بھی کر لی جائے جائز و روا ہے البتہ دن اس لئے مقرر کر دیا جاتا ہے کہ لوگوں کو یاد دہیے اور جمع ہونے میں سہولت ہو جیسا کہ حاجی امداد اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ”یقین تاریخ تو یہ بات بجزبہ سے ثابت ہوئی کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا (فیصلہ ہفت مسئلہ)

ثبوت تعین از احادیث سید المرسلین
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت شعیب
رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ کان عبد اللہ ابن مسعود یذکر من
الناس فی کل خمیس حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔

(بخاری شریف و مسلم شریف و مشکوٰۃ شریف)

فائدہ

وعظ ہر وقت جائز ہے لیکن بوجہ مصلحت
خمیس کا دن مقرر کیا گیا۔

۲۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور
علیہ السلام سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سوال کیا گیا تو آپ نے
فرمایا فیہ ولدت و فیہ انزل علی اسی دن میں
پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر قرآن پاک اترنا شروع ہوا (مسلم
شریف و مشکوٰۃ شریف) ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ دن
مقرر کرنا حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کی سنت ہے اور اس کو ناجائز
اور شرک و بدعت کہنا انتہائی جہالت و بے دینی ہے۔

۳۔ حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اکثر والصلوٰۃ علی یوم
الجمعة یعنی جمعہ کے دن مجھ پر درود پاک زیادہ پڑھا کرو
خدری (ابن ماجہ)

۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کی درخواست پہ
ایک دن مقرر کر کے انہیں وعظ و نصیحت فرمائی (بخاری شریف)

۵۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سہ ماہیہ میں تین دن پیر، منگل اور بدھ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ایک روایت میں جمعرات جمعہ اور ہفتہ کا ذکر آیا ہے

تمام فرائض و احکام اسلامی، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور قربانی وغیرہ مقررہ وقت پر ہی ادا کئے جاتے ہیں جس سے صاف

عقلی دلیل

طور پر ظاہر و واضح ہے کہ نیک کاموں کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہے اور جو لوگ دن مقرر کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں وہ خود شادی کے دن مقرر کرتے ہیں تبلیغی جلسوں کے دن مقرر کرتے ہیں۔ سالانہ اجتماعات کے دن مقرر کرتے ہیں۔ مدرسوں میں امتحانات و تعطیلات کے دن مقرر کرتے ہیں۔ جب وہ ایسے موقعوں پر خود دن مقرر کرتے ہیں تو پھر میت کے لئے دن مقرر کرنے کو وہ کیسے ناجائز قرار دے سکتے ہیں۔ یہ غلط بات ہے جو ضد کی بیماری میں مبتلا ہو۔ وہ نہ طے تو اس کا علاج کون کرے۔

میت کے لئے تیسرے دن ایصال

ثواب کرنے کو ہندوستان میں تبلیغ

تیسرا یا قلنوانی

اور ہمارے ہاں پاکستان میں اس

کا نام قلنوانی ہے اس میں سلف صالحین نہایت کثرت سے حضرت شاہ عبدالعزیز کے دور تک بلا الکار ہوتی رہی چنانچہ شاہ صاحب کے ملفوظ ص ۸۰ پر ہے کہ روز سوم کثرت ہجوم

کہ بیرون از حساب است ہشاد و یک کلام اللہ۔ نہ شہاد آمدہ و زیادہ ہم شدہ و کلمہ لا حصر نیت یعنی تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے کیا سی ختم کلام اللہ شمار میں آئے لیکن ممکن ہے زیادہ ہو گئے ہوں اور پھر کلمہ طیبہ کا تو شمار

ہی نہیں یہ اس وقت ہوا کہ جب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا انتقال ہوا پھر اس کے بعد اسماعیل قسطلی اور مولوی عبدالحی دہلوی کی شرارت سے اختلاف برپا ہوا جسے شاہ عبدالعزیز کے تلامذہ مثلاً علامہ رشید الدین خان مرحوم نے مولوی عبدالحی دہلوی سے جامع مسجد میں مناظرہ کیا جسے مولوی عبداللہ نے کتاب فیض الاسلام میں درج کیا۔ جس کی تفصیل فقیر کے رسالہ التعمیق الجلیل فی تحریک اسماعیل قسطلی میں ہے۔

کتب فقہ میں ہے یستحب ان یتصدق عن المیت الی
ثلاثة ايام تین دن میت کے لئے صدقات ایصالِ ثواب
مستحب ہے

حدیث شریف | ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری اپنے فتاویٰ
میں ارقام فرماتے ہیں۔

كان اليوم الثالث عن وفاة ابراهيم بن محمد صلي الله
عليه وسلم جاء ابو ذر عند النبي صلي الله عليه
وسلم معه لبن الناقد وخبز الشعير
فجاء عند النبي صلي الله عليه وسلم فقراء
النبي صلي الله عليه الفاتحة مرة وسور قال
خادم ثلاث مرات وقبر اللهم صل على
محمدانت لها اهل وهو لها اهل فرفع يديه
ومسح وجهه فامر بالي ذرات تقسم
وقال النبي صلي الله عليه وسلم ثواب هذه الاطعمة
لابن ابراهيم (الحديث) حضور صلي الله عليه وآله وسلم
کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات
سے تیسرے دن حضرت ابو ذر غفاری حضور نبی علیہ السلام کے
پاس آئے

ان کے پاس اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی تھی، انہیں حضور علیہ السلام کے آگے رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوت فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھی پھر پڑھا اللھم صلی علی سیدنا محمد و آلہ و سلم پر رحمت بھیج ایسے کہ تو اس کے لائق ہے پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اپنے چہرہ پر پھرے اور حضرت ابوذر غفاری کو حکم دیا کہ اسے تقسیم کر دے اور فرمایا اس کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کو پہنچے

قواعد

۱۔ اس سے تہجد کے علاوہ کھانے سے پہلے ختم مروجہ اور کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا اور دعا مانگنا بالخصوص ہاتھ اٹھا کر اور طعام کی تقسیم میں امیر و غریب کو شامل کرنا۔

انتبہ: سیدنا ابراہیم بن رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تیجہ قل خوانی کا حوالہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ سے دیا جاتا ہے اب وہ نایاب ہے۔ نئی پرانے کتب خانوں میں مل جاتا ہے اسی لئے مخالفین سے مرے سے ان دونوں احادیث کا انکار کر دیتے ہیں اور انکا حقیقت کو نہیں چھپا سکتا ان کے اس حربہ سے بھی ہوشیار رہیں۔

قل خوانی کی شرعی مصلحت | تیسرے روز مقرر کرنے میں دینی مصلحت کبھی ہے

کہ پہلے روز تو بچہ سڑکھین میں گذرتا ہے اس میں بھی دعا و درود میت کے لئے ہوا کرتا ہے جس میں قرب و جوار کے احباب اقرباء وغیرہ خود شریک ہوتے ہیں دوسرے روز دور کے احباب اعزہ واقارب کو اطلاع دی جاتی ہے۔ جو لوگ دور سے آتے جاتے ہیں ان کے لئے تیسرا روز مقرر ہوتا کہ سب لوگ دوبارہ ملکر میت کے لئے دعائے استغفار کر سکیں۔ نیز اس تیجہ میں ذیل کے امور عمل میں لائے جاتے ہیں۔

۱۔ کلمہ طیب پڑھنا، ۲۔ شمار کے لئے چنا پڑھنا، ۳۔ قرآن مجید ختم کرنا، ۴۔ برادری و دوست احباب کا ختم و کلمہ شریف کے لئے جمع ہونا اور صدقہ و خیرات وغیرہ کرنا اور یہ تمام امور جائز ہیں جن کی تفصیل آگے آئے گی (انشاء اللہ تعالیٰ)

تنبیہات

وہ غلطیاں جو عوام سے جہالت کی وجہ سے سرزد ہوتی ہیں انہیں مٹانے کی کوشش کرنی چاہئے مثلاً

۱۔ بعض لوگ اس قل خوانی میں بیجا خرچ کرتے ہیں برادری کے لوگ محض طعام وغیرہ کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ یہ بالکل ناجائز ہے جیسا کہ فتاویٰ برازیہ فتح القدیر لابن ہمام میں ہے کہ پہلے یا تیسرے ہفتے میں کھانا کھانا مکروہ ہے اور زلیعی نے کہا مصیبت کے لئے تین دن بیٹھنے میں کچھ ڈر نہیں مگر کسی امر ممنوع یعنی فرش بچھانے اور اہل میت کی دعوت کھانے کا مستحکب نہ ہونا چاہئے ابن ہمام نے کہا کہ اہل میت کی دعوت کا کھانا مکروہ ہے اور امام احمد اور ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ حضرت جریر سے روایت کی ہے کہ ہم اہل میت کے پاس جمع ہونے اور ان کے طعام کو تیار کرنے کو نوحہ سے شمار کرتے ہیں۔

انتباہ

فقہاء کرام کی ایسی عبارتیں و ہابئہ دیوبند پر دکھا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ تیجہ حرام ہے ناجائز ہے حالانکہ فقہاء کی عبارتیں بتا رہی ہیں کہ تیجہ کا طعام بطور ضیافت (مہمان نوازی) دعوت کسب کر کھانا کھلانا مکروہ ہے اور اسے ہم بھی منع کرتے ہیں باقی رہا ایصالِ ثواب کے لئے وہ تو جائز بلکہ ثواب ہے جس کا ذکر بارہا گزرا۔

فقہاء کا کلام ایک خصوصی اجتماع کے لئے بھی کراہت بتاتا ہے وہ یہ کہ لوگ خوا مخواہ اہل میت کے گھر جمع ہو جاتے ہیں جس سے اہل میت شرم محسوس کرتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کو نہ کھلاؤنگا تو بدنامی ہوگی۔ چونکہ میں بھی انکا طعام کھاتا ہوں آج مجھے بھی طعام کھلانا چاہیئے نیز فقہانے اس لئے اس طعام کو مکروہ بتایا کہ اس طعام میں میت کے ورثاء میں کوئی نابالغ یتیم نہ ہو یا کوئی غیر موجود ہو اور وہ اپنے حصہ سے خرچ کرنے پر راضی نہ ہو وغیرہ وغیرہ ۲۔ بعض جگہ یہ عادت ہے کہ قفل خوانی کے بعد باقاعدہ رستم وصول کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی کسی کی میت کے لئے کچھ دے آیا ہے اب اس کی باری پر اس نے کچھ کم کر دئے تو ایک دوسرے پر لعن و تشنیع ہوتی ہے۔

خاتوہ: تین روز تک مسلسل ورنہ پہلے روز ہی سہی اہل میت کے گھر کھانا پکوا کر بھجوانا چاہیئے جنانچہ حدیث شریف میں ہے۔
عن عبد اللہ بن جعفر قال لما جاء نوحہ
جعفر قال انبی صلی اللہ علیہ وسلم اصنعوا
الآن جعفر طعلما فنقدات اہم ما
یشغلہم رواہ ابو جاورود و ترمذی و
ابن ماجہ یعنی عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر آئی تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو وہ اس لئے کہ ان کے سامنے وہ چیز ہے جو ان کو کھانا پکانے سے باز رکھتی ہے یعنی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی موت لیکن افسوس کہ آج کل تو انہیں اس کے گھر کو لوٹنے اسی سے طعام کھانے کی ٹھیکریں رہتے ہیں۔ البتہ بعض مقامات پر یہ رسم ابھی تک جاری ہے چنانچہ فقیر کے والد ماجد کی بھی عادت تھی کہ جب بھی ہمارے گاؤں میں کوئی فوت ہوتا تو طعام پکوا کر اہل میت کے گھر بھجوا دیتے تھے۔

۴۔ بعض جگہ قرض وغیرہ لے کر خیرات کا بندوبست کرتے کراتے ہیں یہ بھی درست نہیں۔

جمعرات میں یعنی ساتواں | ہم میت کے لئے جمعراتوں اور با محضوس میت کے مرنے کے بعد ساتویں دن

اکٹھے ہوتے ہیں اسے ساتویں کا اکٹھا کہا جاتا ہے اسے بھی وہابی و دیوبندی حسب عادت بدعت و حرام کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ ساتویں کا اکٹھا بھی حدیث شریف سے واضح ہے چنانچہ۔

حضرت علامہ دمیری حیوۃ النبیان ج ۲ میں تحریر فرماتے ہیں

روکنا احد و طاووس
فی کتاب الزہدانہ قال ان السموتی یفتنون
فی قبورہم سبعة ایام فکانوا

ان یطعم عنہم تلافی الایام یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کتاب الزہد میں طاووس تابعی روایت کی کہ مردے سات دن قبر میں آزمائے جاتے ہیں۔ فلہذا اصحابہ کرام ان دنوں

میں مردوں کے لیے طعام کھلانا مستحب سمجھتے تھے۔

ف تابعی کا قول پھر صحابہ کا معمول و دلالت کرتا ہے کہ یہ بات سینہ نبوت سے صادر ہوئی ورنہ وہ حضرات از جانب خویش کوئی عمل جاری نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن محمد شاد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **مستحب** است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از دفن و از رفتن او از عالم تابہفت روز (اشعۃ اللمعات ص ۱۱۰ باب زیارت القبور)

مستحب ہے کہ میت کی طرف سے اس کی وفات سے لے کر سات روز تک صدقہ و خیرات کی جائے۔

ان تقریحات سے ثابت ہوا کہ تیجہ قلمخوانی خواہ تیسرے روز کریں یا ہفتہ میں کسی ایک دن لیکن اس سے مقصد یہ کہ میت کو قبر کی سنگھٹیوں سے نجات نصیب ہو خواہ صدقات و خیرات سے خواہ تمام لوگ مل کر کلمہ استغفار، قرآن خوانی سے وغیرہ

فائدہ
قبور پر قتل خوانی | قبور پر قرآن خوانی کے لئے حفاظ بٹھانا بھی

ہمارے معمولات میں سے ہے لیکن وہابیوں سے اور دیوبندیوں نے اسے بھی حرام کہا حالانکہ خود مزارات کے مجاور بنیٹے ہیں۔ جبکہ پاکستان میں محکمہ اوقاف نے قبور و مزارات کی آمدنی سنبھالی ہے تو مجاوری کے لئے قرعہ و انتخاب دیوبندی فرقہ کے نام پر اہم ثابت ہو چکا ہے کہ میت کو ایصالِ ثواب کی بیحد ضرورت ہے وہ کسی قسم کی بھی ہو قرآن خوانی خواہ بطریق دیگر ہر طرح سے جائز ہے۔

حکایت

حماد بنی رجمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک دفعہ میں
 مکہ معظمہ کے گورستان میں گیا اور ایک قبر پر
 رکھ کر سو گیا میں نے خواب میں اہل قبور کو دیکھا جو کہ حلقہ بنائے بیٹھے
 ہیں میں نے کہا کیا قیامت قائم ہو گئی ہے انہوں نے کہا نہیں بلکہ جو
 یہ ہے کہ کسی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا،
 اسے ہم بانٹ رہے ہیں (مظاہر حق)

فائدہ

اندازہ لگائیے کہ جب ایک بار سورۃ اخلاص پڑھنے
 کا بہت بڑا ثواب ہے تو پھر جہاں قیامت کی
 فتیدگی یا اس کے بعد قبور قرآن کے کئی تختیاں بچھنے کا کتنا
 ثواب ہو گا؟۔ لیکن انسانیت کی بدخواہ قوم کو خدا تعالیٰ بدت
 دے کہ ہر نیک کام میں روٹہ اٹکا ہی دیتے ہیں اگرچہ بحیثیت عمومی
 مسئلہ ایصال ثواب قرآن خوانی کے جواز میں کسی قسم کا حرج نہیں
 فقہا کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جامع العلوم امام احمد بن حنبل رحمۃ
 اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کانت الانصاف اذامات لہم المیت
 اختلاف والی قبر ۱۰ یقرؤن القرآن اشرح الصدور
 (یعنی انصار کا طریقہ یہ تھا کہ جب ارض کا کوئی مرجع آتا تو اس کے
 قبر پر جاتے اور قرآن مجید پڑھا کرتے)

(ف) صحابہ کرام کے عمل سے بڑھ کر اور کون سا عمل ہمارے
 لئے زیادہ قابل اعتماد ہے لیکن جن کو "میں نے نمازوں سے" کی مرض ہو وہ
 کب مانیں گے۔

۲۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ قرأت القرآن عند القبور
 عند محمد لا تکرہ و مشائخنا اخذوا القولہ

وہل ینتفع والھفتاراند ینتضع " یعنی قبور کے قریب پڑھنا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ نہیں اور ہمارے مشائخ نے اس کا ثبوت "ھل ینتضع" کی جزی سے لیا ہے مختار مذہب یہ ہے کہ یہی بات صحیح ہے۔

۳۔ در مختار میں ہے "وَلَا یُکْرَهُ اجلاس القارئین لیقرأوا عند القبر والماختار عن الدر الکراہیۃ" یعنی ما فظوں کو قرآن پڑھانے کے لئے قبر کے نزدیک بٹھلانا مکروہ نہیں اور یہی مختار مذہب ہے۔

چالیسواں

اسکی مستقل بحث فقیر نے ایک رسالہ میں لکھی ہے یہاں صرف طعام دینے

اور ایصالِ ثواب کا ثبوت ہے جو میت کے مرنے کے بعد چالیس دن تک روزانہ صبح و شام خیرات کی جاتی ہے یہ جائز ہے چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی پارہ ستم سورۃ اذالسماء انفتحت آیت والقر اذا تسق الخ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اول حالتہ کہ بمحض جد اشدن روح اذ بدن خواہد شد فی الجملہ اشرحیات سابقہ والفت تعلق بدن و دیگر معروفان از اہل جنس خود باقی است وان وقت گویا برزخ است کہ چیزے ازین طرف مدد زندگان بمردگان دیدن حالت زود ترمی رسد و مردگان منتظر لحوق مدد ازین طرف باشند صدقات و ادعیہ و فاتحہ در این وقت بسیار بکار می آید و ازین است کہ طوائف بنی آدم تا سال و علی الخصوص تا یک چلہ

بعد موت در این نوع امداد و کوشش تمامی نمایند
 ”یعنی پہلی حالت جو بدن سے روح آزاد ہونے میں پیدا ہوگی
 اس وقت کچھ نہ کچھ پہلی زندگی کا اثر اور بدن کے تعلق اور دوسرے
 شناہاں اہلئے جنس کے ساتھ الفت باقی ہے۔ وہ وقت گو یا رنج
 ہے کہ کچھ ادھر سے زندگی کی طرف سے مردوں کو مدد اس حالت
 میں جلد کی پہنچتی ہے اور مردے اس طرف سے مدد ملنے کے منتظر رہتے
 ہیں صدقات و خیرات و دعائیں اور فائزہ اس وقت اس کے
 بہت کام آئیں گی یہی وجہ ہے کہ لوگ ایک سال تک خصوصاً چالیس
 روز تک اس قسم کی امداد میں پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔

فائدہ سب کو قبر میں چالیس روز تک صدقات و خیرات اور استغفار
 کی از حد ضرورت ہوتی ہے اور متقدمین کی کتب میں اس کا ثبوت ملتا ہے
 کو کسی مسکین و فقیر کے پیٹ بھرنے پر میت کی جان چھڑانے میں اللہ تعالیٰ
 کی راہ پر کچھ دیا جائے تو منکرین کو انکار کیوں لے۔

فائدہ ۲۔ حطرح دوسری خیرات و صدقات دربارہ ایصالِ ثواب
 مالِ یتیم کا خیال رکھنا ضروری ہے یہاں بھی اس خرابی سے بچنا لازمی
 ہے کہ بعض مقامات پر داعی ملاؤں کو دیا جاتا ہے جو گھر میں بڑی
 جائیداد رکھتے ہیں لیکن پھر بھی ایصالِ ثواب کے طعام کے منتظر رہتے
 ہیں ان کے دینے سے ثواب نہ ہوگا اور بعض جگہ یہ خرابی ہے کہ جو
 شخص میت کو نھلاتے چالیسویں کی روٹی بھی کسی کو دی جاتی ہے
 یہ بھی غلط ہے اگر وہ مستحق ہو تو دیا جائے ورنہ جو مسکین و غریب
 ہمتے ہوں انہیں ورنہ دین کے طلباء ایسی خیرات و صدقات
 کے زیادہ مستحق ہیں بلکہ ان کو دینے سے زیادہ ثواب ہے۔

فائدہ ۳۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 فرماتے ہیں کہ۔

حدیث از تابعین مروی ہے کہ اسلا
میت کے گھر جا لیس دن کھانا کھلانا
اچھا سمجھتے تھے اور اس کے
شواہد بہت ہیں۔

دیگر درخبر است از تابعین کرام
كَانَ السَّلَفُ يُحِبُّونَ الإِطْعَامَ
عَنِ الْعَيْتِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا
و شواہد ایں بسیار است

سوال

فقہاء کرام یہاں تک کہ بریلویوں کے امام احمد رضا کا
فیصلہ ہے کہ تیجہ اور دسواں وغیرہ مقرر کرنا اور اچھے دنوں
میں کھانا پکانا اور قرآن پڑھ کر اہل میت سے دعوت لینا مکروہ ہے
فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے کہ پہلے اور تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد کھانا
تیار کرنا اور موسم کے دنوں میں قبر کے پاس کھانا یا شیرینی لے جانا اور
قرآن پڑھ کر دعوت لینا اور صالحوں اور قاریوں کا تمام کلام اللہ یا سورہ
انعام یا سورہ اخلاص پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہے اور اہل مصیبت سے
ضیافت لینا بھی مکروہ ہے اسی لئے کہ ضیافت لینا شادی میں
چاہئے غمی میں نہیں چاہیئے کہ بدعت قبیمہ اسی طرح مستحکم شرح
منتہی المصلیٰ و رفع القدر میں لکھا ہے کہ اہل مصیبت سے دعوت
ضیافت لینا بدعت قبیمہ ہے کیونکہ یہ بات شادیوں میں مشروع
نہیں اور نہ ہی ماتوں میں مشروع ہے اور نو اور الضاد کی میں
آیا ہے کہ جو کھانا مردے کے واسطے تیسرے دن یا ساتویں دن
یا چہلم کو یا بر کسی کو تیار کرنا وہ کھانا علماء و فضلاء کو کھلانا مکروہ ہے
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ کا کھانا دل کو مردہ کو
دیتا ہے اسی طرح مریض کا کھانا دل کو مریض کو دیتا ہے فقہ
کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو کھانا مرد و نکلی روح کے واسطے پکاتے
ہیں اس کا قبول کرنا مکروہ ہے اور یہی مضمون فتاویٰ کی مستند
کتابوں میں موجود ہے۔

ہاں بلا تخصیص اور بلا تعین ان دنوں کے اور کسی اور دن کے جب چاہے تب مرے کے لئے کھانا پکا کر محتاجوں اور مسکینوں کو دینا بہت خوب ہے چنانچہ نزار نے کہا ہے کہ اگر کھانا محتاجوں کے لئے تیار کیا جاوے تو بہتر ہے اور جامع البرکات میں مذکور ہے کہ جو کھانا مردوں کی طرف سے محتاجوں کے لئے پکاویں کہ تو اب اس کا مردوں کو پہنچے وہ سوائے محتاجوں اور فقیروں کے کسی اور کو دینا جائز نہیں۔ کیونکہ تصدق تو فقیروں پر ہی ہوتا ہے اور اغنیاء کے واسطے ہدیہ مقرر ہے اور یہ جو اس ملک میں رسم ہے کہ طعام وغیرہ سامنے رکھ دوں ہاتھ اٹھا کر سورۃ اخلاص وغیرہ بطور رواج اس دیار کے پڑھتے ہیں کہ سو یہ طریقہ اور دستور علماء سلف سے منقول نہیں بلکہ عربین شریفین ہیں کوئی اہل فضل و کمال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے آج تک کسی سے ثابت نہیں۔

جواب

فیر کا تشریح ہے کہ مخالفین اپنے دعویٰ میں ادھوری عبارت لکھتے ہیں۔ اور اگر سنا سنا ہے تو وہ بھی ادھورا اور پھر اصل مقصود کو مان بھی لیتے ہیں جیسے سوال کو غور سے دیکھیں کہ عبارت لکھیے بغیر وہ مفہوم بیان کیا جس کے ہم بھی قائل ہیں وہ یہ کہ میت کے گھروں کی مہمانی اور وہ رسم جو شادیوں میں ہوتی ہے۔ یہاں نہ ہوا کسی طرح عورتیں جو بین کرنے کے لئے بلائی جاتی ہیں یا آئیں اور بین کر کے اور انہیں میت کے گھر والے مہمانی کے طور پر کھلاتیں یہ ہمارے نزدیک بھی مکروہ ہے اور یہی طعام میت دل کو مردہ کرتا ہے۔ لیکن افسوس کہ مخالفین حائر صورتوں پر بھی مکروہ صورتوں کو چسپاں کر دیتے ہیں۔ پھر بے لفظوں میں ہماری جواز کی صورتوں کو تسلیم بھی کر جاتے ہیں۔

چنانچہ سوال پر غور کریں تو مخالفین ہاں کہہ کر کس طرح دھوکہ اور فریب کرتے ہیں۔

فقیر انہیں فقہاء کی عبارات اور فتاویٰ کی تصریحات نقل کرتا ہے جن میں مکروہ صورتوں پر کراہت کا فتویٰ دے کر فقہانے جواز کی صورتوں کی بھی تصریح فرمائی ہے چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

عبارت عدم جواز فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔

وَيَكْرَهُ اِتِّخَاذَ الطَّعَامِ فِي
الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْاَسْبُوعِ وَنَقْلُ
الطَّعَامِ اِلَى الْقَبْرِ فِي
الْمَوَاسِمِ وَاتِّخَاذُ الدَّعْوَةِ
لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَجَمْعُ الْمُسْلِمِ وَالْفَقْرَاءِ وَالْمُتَمِّمِ
اَوْ لِقِرَاءَةِ سُورَةِ الْاَنْعَامِ وَالْاِخْلَاصِ -
پہلے اور تیسرے دن اور بعد سات دن کے کھانا پکانا اور کھانے
کا قبر کے پاس عراس میں لے جانا اور قرآن پڑھنے کی دعوت کرنا
اور مسلمان و فقراء کو ختم کے لئے یا سورۃ النعام و اخلاص پڑھنے کے
لئے جمع کرنا مکروہ ہے۔

عبارت جواز ادبہ کی عبارت عدم جواز پڑھنے کے لئے

جواز کی عبارت بھی پڑھ لیجئے کیونکہ فتاویٰ

بزازیہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ ضیافت کی نسبت لکھا ہے چنانچہ
فتاویٰ بزازیہ میں آگے چل کے لکھتے ہیں۔

وَالْمَأْمُولُ اَنْ اِتِّخَاذَ الطَّعَامِ عِنْدَ
قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِاجْلِ اَنْ كُلَّ يَكْرَهُ وَاَنْ اِتِّخَاذَ
طَّعَامًا لِلْفُقَرَاءِ كَانَتْ حَسَنًا

خلاصہ یہ ہے کہ دعوت مسلمانوں کی قراۃ قرآن کے وقت کھانے کے لئے مکروہ ہے اگر فقراء کے لئے کھانا کھلائے تو بہتر ہے مستحکم میں بزاز یہ کی عبارت لکھتے ہیں وَلَا يَخْلُو عَنْ نَظَرٍ یہ نظر سے خالی نہیں ہے تقریر نظر کی ظاہر ہے اس لئے کہ جب صدقہ میں المیت مائل ہے تو پہلے یا تیسرے دن اگر کھانا پکا یا جاوے تو کیا مضائقہ ہے۔ ایسے ہی اور قراء و صلحا کو کھلائیں تو کیا مضائقہ ہے ہاں اگر خدا صکر قراء کی دعوت ہو تو اسے مکروہ کہہ سکتے ہیں بشرطیکہ کراہت کی کوئی وجہ پائی جاسکتے۔

فِيْضَلَهُ

بزاز یہ کی طرح فقہاء کی ایسی بے شمار عبارات کتب فقہ و فتاویٰ میں موجود ہیں۔ ان سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ میت کے گھر کی مہمانی مکروہ ہے ہاں اگر وہ شرائط مخصوصہ میت کے ایصالِ ثواب کے لئے ارادہ پر طعام پکا کر کھلائیں تو بلا کراہت جائز ہے جیسے مخالفین بھی اپنی تصانیف میں بے لفظوں میں ہاں بول کر جواز کی راہ نکال جاتے ہیں۔

ضیافت دعوت مکروہ اور ایصالِ ثواب کا جائزہ

فتاویٰ قاضی خانہ کی عبارت میں اس کی تصریح موجود ہے

وَيَكْرَهُ إِتْمَاعُ الضِّيَافَةِ فِي أَيَّامِ الْمُصِيبَةِ لِأَنَّهَا أَيَّامٌ تَأْسِفُ فَلَا يَلِيْقُ بِهَا مَا يَكُونُ لِلْسُّرُورِ وَإِنْ اخْتِذَ طَعَامًا لِلْمُقَرَّبِينَ كَانَ حَسَنًا إِذَا كَانُوا بِالْغِيْنِ فَإِنْ كَانَتْ فِي الْعَدَّةِ صَغِيرًا كَمَا يَتَّخِذُ وَإِذَا تَلَفَ مِنَ التَّرَكَةِ -

مکروہ ہے ضیافت کرنا ایام مصیبت میں کیونکہ وہ انوس کے

ایام ہیں اس لئے وہ طریقہ نہیں ہونا چاہئے جو شادی و سرور کا ہے
 ہاں اگر وہ طعام فقراء کے لئے پکایا جائے تو جائز ہے بلکہ بہتر ہے
 بشرطیکہ پکانے کا خرچہ بالغ رشتہ دار کے مال سے ہو اگر
 وارثین میت میں کوئی شخص غیر بالغ ہو تو اس کی طرف سے
 ایصالِ ثواب نہ ہو۔

سوال

مانا کہ یہ خیراتیں ایصالِ ثواب ہیں اور اگلے لوگ ثواب
 سمجھ کر کرتے ہوں لیکن اب تو محض رسم بن گئی ہے
 کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے امور نیک ہوتے ہیں یہ ہوتے
 ہوتے خواص و عوام میں جب وہ کام ہماری ہو گئے اور عوام
 کے نزدیک اس کے فائدہ کا لحاظ نہ رہا اور وہ کام باقی رہے اور
 بسببِ رسم پڑ گئی اور اس کے کرنے والے کی تعریف اور
 نہ کرنے والے کی مذمت ہونے لگی پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ
 اگر کوئی شخص اس سے بہتر طریقہ اسی کام میں زیادہ فائدہ لکالے
 تو کوئی اس کو نہ ملنے مثلاً اگلے لوگوں نے مردوں کو ثواب پہنچانے
 کے لئے کھانا پکا کر خیرات کرنا مقرر کیا تھا اور بموجب مسئلہ کے
 صدقہ خیرات رشتہ دار اور محتاجوں کو پہلے دیتے پھر ہوتے
 ہوتے اب یہ نوبت پہنچی کہ اس کھانے میں خیرات اور ثواب
 کا لحاظ مطلق نہ رہا لوگ صرف رسم و رواج کے سبب کھانا پکا
 کر رشتہ داروں میں حصے مقرر کر کے تقسیم کرتے ہیں اور وہ
 رشتہ دار اگرچہ غنی و دولت مند ہوں لیکن کھانا کا حصہ نہ ملے تو شکوہ
 کرتے ہیں پھر اگر کوئی شخص خیرات صدقہ کا نام لے بعض خیرات
 والے رشتہ دار قبول نہیں کرتے تو اب یہ رسم ٹھہر گئی
 خیرات صدقہ نہ رہا اگر اب کوئی نقد یا کپڑا خیرات کیے یا اور

سے مردوں کو ثواب پہنچا دے اور رسم کے طور پر کھانا نہ کرے
تو اس قدر ہو کہ اگر کچھ بھی نہ کرے تو اس قدر مطلوب نہ ہو۔

جواب

ہم سوالوں کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ
کہاں تک صحیح ہیں اموات کی طرف سے جو کھانا کھلا یا جاتا ہے
وہ ہمیشہ صدقہ سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں ایک فیصد کوئی
ایسا نہ ہوگا جسے معلوم نہ ہو کہ اس کھانے سے اہل قبور کو ایصال
ثواب مقصود ہوتا ہے چونکہ خیر القرون سے آج تک تمام اہل اسلام
عادی بن چکے ہیں اور اس کا رواج عام ہو چکا ہے اب اسے صرف
رسم رسوم سمجھنا کہاں تک صحیح ہے یہ سب کو معلوم ہے ایصال
ثواب ہے اور ایصال ثواب کرنے والے کی تعریف اس لئے نہیں
ہوتی کہ اس نے ایک رواجی کام کیا ہے بلکہ اس لئے کہ اس نے
مرحمانے کے بعد بھی اپنے جانے والے مسافر کی مدد کی ہے ورنہ
اب یہ حال ہے کہ باپ بیٹے سے بیزار ہے اور بیٹا باپ سے
لیکن ایصال ثواب کرینے والے کی شاباش ہے کہ مرنے کے
بعد بھی میت کی کجلائی کر رہا ہے۔ زندوں کے ساتھ مروت
واحسان تو ہر کوئی کرتا ہے مرنے کے بعد کوئی مروت واحسان
کسے تو قابل تحسین و صدق فرین ہے۔
یہ کوئی برا کام نہیں کہ لوگ کسی کی نیکی پر کسی کی تعریف کریں اور
نہ ریاء میں داخل ہے ریاء و نام و محمود عمل کے ابتداء میں بری نیت
ریاء میں ہوتا ہے نہ کہ بعد کے عمل پر لوگوں کا تعریف وغیرہ کرنا۔
لیکن چونکہ مخالفین کو مسرورہ دشمنی کا ثبوت دینا ہے اسی لئے
منگھڑت اور بہتان تراشی سے کام لیتے ہیں۔

طعام کی تخصیص

ہمارے ہاں میت کے طعام کھلانے کا رواج ہے اور یہ

عادات مختلف ہوتی ہیں۔ عرب میں پانی کی سخت ضرورت ہوتی ہے اس لئے وہاں پانی کا صدقہ زیادہ جاری ہے لیکن ہمارے ملک میں بلحاظ عام ضرورت کے کھانا کھلاتے ہیں ہاں اگر کوئی نقد دے یا کپڑا خیرات دے اور کوئی اس طرح کی کوئی اور خیرات تو کوئی بھی اس کا منکر نہیں لیکن نسبت ان کے کھانے میں عام فائدہ ہے جو خاص ضرورت کے تحت نہ دیا گیا اگر نقد کی تعداد قلیل ہے تو وہ اس قابل نہیں کہ فقیر اس سے کچھ خرید کر پیٹ بھرے اگر تعداد کافی ہے تو بخیل بھوکے بہتے ہیں مگر پوہ جمع کرتے ہیں بلکہ زکوٰۃ بھی نہیں دیتے اگر کوئی نقد وغیرہ خرچ ہی کرتا ہے تو بعض فقراء سگریٹ وغیرہ میں روپے پیسے کو اڑا دیتے ہیں۔ کپڑے کی ضرورت ہر فقیر کو نہیں ہوتی۔ عوام اہل اسلام سب کو معلوم ہے کہ ثواب جیسے کھانا کھلانے میں ہے ایسے ہی نقد یا کپڑا دینے میں ہے لیکن کھانا کھلانے میں عام فائدہ ہے جب ثواب برابر ہے تو ایسا کام کیوں نہ سمجھئے جس میں عام فائدہ ہو۔

یہ بھی صرف روکنے کا ڈھنگ ہے۔
انتباہ:- ورنہ ان نئے سوال کرو کہ تم اپنے اموات

کے لئے کتنے نقد روپے خرچ کر چکے ہو اور کتنا فقراء کو کپڑے پہنائے۔

سوال :- مردے کی خیرات کے لئے دن مقرر کرنا یہ خیال کر کے کہ قبل یا بعد کا ثواب مردے کو نہ پہنچے گا یا فلاں روز ثواب زیادہ پہنچ جائے گا جائز نہیں اس پر اسرار کبیرہ ہے۔

جواب خیرات وغیرہ کا دن صدقہ میت کے لئے جو مقرر

کیا جاتا ہے اس میں کوئی شخص گو وہ عام آدمی ہو یا کچھ بزرگ ہو یہ نہیں خیال کرتا کہ اس کے قبل یا بعد مردے کو ثواب نہ پہنچے گا یا صرف انہیں ایام میں زیادہ ثواب پہنچتا ہے مخالفین کا بہتان ہے۔

بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ اموات مومنین کو قبر میں سات روز تک اور منافقین کو چالیس روز تک عذاب کا خطرہ رہتا ہے علاوہ انہیں قبر کی ہولناکی اور میت کا اپنے اہل و عیال سے، مجرد فراق اور نہائی وغیرہ سے برا حال ہوتا ہے اسی لئے بوجہ مصلحت ایام کے چلتے ہیں اور یہ مصلحت کی تعین شرعاً جائز ہے تفصیل فقیر کے رسالہ نعم المعین فی مصلحت القیاس میں پڑھیے۔

سوال: شرح منہاج السنوی میں ہے

گورستان میں تیسرے دن جمع ہونا اور بھول گلاب و عود تقسیم کرنا اور تیسرے پانچویں اور ناویں اور بیسویں اور چالیسویں دن طعام کھلانا اور چھ ماہ کی اور سالانہ کھانا کھلانا بدعت ممنوعہ ہے۔

الاجتماع علی المقبرۃ فی یوم الثالث وتقسیم الورد والعود واطعام الطعام فی الایام المنصوصہ کالثالث والخامس والتاسع والعشرین والاربعین والشہر السادس والسنة بدعة

جواب

غیر معروف کتاب کا حوالہ دینا مخالفین کا دائیں ہاتھ کا کھیل ہے اہل علم کو معلوم ہے کہ منہاج السنوی کی کسی شروح میں نامعلوم معترض نے کس شرح کا حوالہ کھا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جعلی عبارت بنا کر سوال جڑ دیا ہے جیسے ان کے مولویوں کی عادت ہے کہ جعلی حوالے جعلی کتب اور جعلی مصنفین لکھ کر دھوکہ دیتے ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کے کتاب "مسک شاہ ولی"

لطیفہ

ہم مستند کتب مثلاً فتاویٰ ابرجدی فتاویٰ علی قاری، شرح برزخ
وہ دیگر متعدد کتب پیش کرتے ہیں۔ تو منکرین بلا وجہ کہہ دیتے
ہیں کہ یہ کتابیں ہیں ہی نہیں یا کہتے ہیں کہ غیر معتبر ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن جنود
دھوکہ دیں تو.....

فقہ مخالفین کے
مدعیان علم کو دعویٰ
مطالعہ دیتا ہے

اہل علم کو دعوت مطالعہ

کہ یہی عبارت شروع منہاج سے کہیں ایک سے لکھ کر مطلع فرمائی
ممنون ہوں گا۔

جواب مخالفین کو چاہئے تھا کہ وہ حنفی کتب کا حوالہ دیتے
یہ شافعی المذہب کی شرح ہے اس سے مخالفین کو کیا فائدہ باوجود
انہم فقیر دوبارہ ان کے اہل علم کو دعوت مطالعہ دیتا ہے کہ بتائیے کہ
شافعی المذہب کے کس مصنف کی کتاب کی یہ عبارت ہے جب
عبارت کا اصل ہی مجہول ہے تو دعویٰ از دلیل مجہول کیسے ثابت ہو سکے
گا۔

جواب فقہائے حنفیہ کثیر فقہائے شوافع نے میت کے طعام
کو مطلقاً حرام نہیں کہا بلکہ وہی دعوتیں جو رسم و رواج
کے طور اور نام و نمونہ اور رونے والی عورتوں کو بلا کر میت پر نوحہ
کریں تو ایسا طعام پکا کر کھلانا مکروہ ہے چنانچہ شافعی علامہ
خطیب شریفی رحمہ اللہ تعالیٰ معنی المحتاج کی شرح المنہاج
للنہوی میں لکھا ہے۔ قال ابن الصبغی وغیرہ اما اصلاح
اہل الامت طعاماً و جمع الناس علیہ فبدعتہ
غیر مستحبہ روی احمد و ابن ماجہ

باسناد صحیح عن جریر بن عبد اللہ
اجتماع الی اهل لمیت وشتعہم الطعام
من الناحیة۔ ابن الصباغ وغیرہ نے فرمایا بہر حال
ترجمہ ۱۱۔ طعام میت تیار کرنا اور لوگوں کا جمع کرنا بدعت ہے غیر مستحب

فائدہ امام احمد شری ہے عبد اللہ بن جریر سے ہم ایسے طعام کو نوحہ کا طعام سمجھتے تھے
اس عبارت میں تصریح ہے کہ اہل میت کا وہ

طعام مکروہ ہے جو بطور مہمانی بالخصوص نوحہ گروہوں کے
لئے ہو جیسے دو روز جاہلیت میں ہوتا تھا نہ کہ ایصالِ ثواب کا طعام یہ
مخالفین کا دھوکہ اور فریب ہے کہ ضیافت و دعوت و نیاحت
کی عبارات لکھ کر ایصالِ ثواب کے طعام کو حرام کہے جا رہے ہیں۔

چیلنج فقیر کا چیلنج قبول کر لیں کہ ایسی عبارت اہانت کے
ائمہ اربعہ کے آئیں جس میں تصریح ہو کہ ایصالِ ثواب
کے لئے جو طعام فقراء کے لئے پکایا جائے حرام یا مکروہ ہے ورنہ فقیر
کی مندرجہ عبارات شوائع و امانف کی تصدیقات قبول
کر لیں۔

عبارات شوائع رحمۃ اللہ علیہم	۱۔ شافعی المذہب کے کسٹون اور حرمین مطہین کے ائمہ و شایخ علماء کے استاد حضرت علامہ ^{ابن تیمیہ} رحمۃ اللہ
---------------------------------	--

علیہ تحفہ میں لکھتے ہیں۔

«یسئ کالمض علیہ قرأۃ ما تقر علی المقبر
والسعاء لہ فالبدعۃ انما ہی فی تلك الا
جتماعات الحادثة دون نفس القرأۃ والد
عاء علی ان تلك الاجتماعات ما هو من
البدع الحسنۃ کما لا یخفی۔»

۲ فتاویٰ طبنذاوی (یہ فتاویٰ شافعیہ میں معتد ہے) میں لکھا ہے -
 وَلَا بَاسَ بِالْجَمِيعَةِ الَّتِي تَعْمَلُ فِي كُلِّ مَسْنَةِ
 ف :- اس میں اعراض اور عوام کے سالیانہ خیرات کی
 طرف اشارہ ہے -

احناف کی تصریحات

مخالفین میں ہمارے
 حریف عموماً

حنفیت کا دم بھرتے ہیں ان کے لئے بھی تصریحات حاضر ہیں
 اگرچہ اکثر عبارات فقیر گذشتہ ادراک میں لکھ چکا ہے لیکن مزید
 تسلی و تشفی کے لئے ملاحظہ ہوں -

۱ - فتاویٰ بزاز یہ ہیں وہ تمام صورتیں جو عوام کی جواز کی ہیں لکھ کر
 آخر میں فیصلہ تحریر فرمایا کہ
 وَالْأَصْلُ أَنَّ اتِّخَاذَ
 الطَّعَامِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِأَجْلِ الْأَكْلِ يَكْرَهُ
 وَإِنْ اتَّخَذَ طَعَامًا لِّلْفُقَرَاءِ فَكَانَ حَسَنًا -

اصل یہ ہے کہ قرآن کے طعام پکانا اور کھانا کرنا اور اگر فقراؤ کیلئے ہو تو جائز ہے

مخالفین حسب عادت بزاز یہ کی مذکورہ
 بالا عبارات چھوڑ کر وہی عبارات پیش

کرتے ہیں جو صاحب بزاز یہ نے عدم جواز کی صورت میں لکھی ہیں اسے
 کہتے ہیں علمی چوری اس لئے فقیر کا اہل علم کو مشورہ ہے کہ ان کی پیش کردہ
 عبارات کو آگے پیچھے ضرور دیکھ لیا کریں کیونکہ دھوکہ دہی کے
 یہ حضرات نمبر اول ہیں -

علامہ حلی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب صاحبِ بزاز یہ نے جو صورتیں

عدم جواز کی لکھی ہیں وہ بھی علامہ علی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں یا معنی کہ جب کسب شرع نہیں اہل اموات کے لئے طعام پکا کر کھلانے کی عام اجازت بخشی ہے پھر ان میں بزاز یہ کون لکھتے ہیں انہیں مقید کرنے والے علامہ حلی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس تملی شرح میں کبیری میں لکھتے ہیں کہ :-

ولا یخلو عنک نظر یعنی یہ نظر سے خالی نہیں علامہ حلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ جب صدقہ و خیرات اعمادیتا صحیحہ اور آثار صحابہ اور تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ثابت ہے تو پھر اسے تیسرے دن پکائیں یا ساتویں دن وغیرہ اسے فقراء کھائیں یا اغنیاء قبور سے بیخ کر گورستان کے علاقوں میں کھائیں یا کہیں اور جگہ اسے قرآن پڑھنے والے کھائیں یا کوئی اور جب کراہت کی شرعی حیثیت مانع نہ ہو تو کیا حرج ہے -

غور فرماتے کہ صاحبِ بزاز یہ نے عدم جواز کی صورتوں میں چند غیر ضروری شرطیں

فائدہ

لکھیں تو بھی ہمارے محققین فقہاء کرام کو گوارا نہ ہوا لیکن افسوس کہ آج نام نہاد حنفی حنفیت کی آرٹ میں وہابیت کے ساتھ ملکر معتزلہ فرقہ کی گمراہی کو زندہ کرنے میں حلال طعام کو حرام قرار دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں

۳۔ غلیظوں کے محقق اور چوٹی کے مفتی قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں - ویکرہ امتحاذ الضیاء فتنہ فی ایام المصیبتہ لانہا ایام تأسف فلا یلیق بہا ما یکون للسرور و ان امتحاذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانوا بالعیین

فان كان في الوردية تصغير لم يتخذ وامن التركة -
 نترجمہ گا۔ ایام مصیبت میں مہمانی کا طعام پکانا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ فرس
 اسی لئے سرور و شادی کے خود نہ ہو اگر وہ فقراء کے لئے لکائے تو
 جائز ہے جب لکب نے ولے یا لے ہوں ہاں واڈین میں صغیر ہو تو بھی نہ پکائیں (ہاں صغیر کا ملکاں لکائیں)

فائدہ عظیم الشان

فقیر نے ائمہ اربعہ،
 (احناف، شوافع، مالکی، حنفی)

کی تمام کتب کا حتی الامکان مطالعہ کیا تو سب میں یہی ملا کہ جہاں ضیافت
 دعوت کی قید ہو وہ کھانا مکروہ ہے چنانچہ جتنی عبارات فقیر نے لکھیں
 ان میں دیکھ لیں اور جتنی عبارات مخالفین پیش کرتے ہیں ان میں بھی
 ضیافت و دعوت کی کراہت کا ذکر ہوگا مثلاً فتاویٰ ظہریہ میں ہے
 ہے۔ وَلَا يُبَاحُ إِتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ عِنْدَنَا ثَلَاثَةَ
 أَيَّامٍ وَهِيَ أَيَّامُ الْمُصِيبَةِ لِأَنَّ إِتِّخَاذَ الضِّيَافَةِ
 سُرُورٌ - مباح نہیں ہے ضیافت کرنا ہمارے نزدیک تین

روز جو ایام مصیبت کے ہیں کیونکہ ضیافت سرور کے لئے ہے
 فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے وَلَا يُبَاحُ إِتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ عِنْدَنَا
 ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَبَاحٌ نَهَىٰ عَنْ ضِيَاةٍ هَمَّا سَے نزدیک تین
 روز اور فتح القدر میں ہے وَفِكْرُهُ إِتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ
 مِنْ أَهْلِ الْمَيْتِ لِأَنَّ مَشْرُوقَ فِي الشُّرُوفِ
 لَا فِي الشُّرُوفِ وَهِيَ بَدْعٌ مُسْتَقْبَحَةٌ رَوَى الْإِمَامُ
 أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ جَبْرِ بْنِ
 عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ
 الْمَيْتِ وَمَنْعَهُمُ الطَّعَامَ مِنَ النَّاحِيَةِ -

مکروہ ہے ضیافت اہل میت کی طرف سے کیونکہ وہ مشروع
 ہے سرور میں نہ غم میں فقہانے کہا ہے کہ وہ بدعت قبیحہ ہے

امام احمد و ابن ماجہ نے باسناد صحیح جریر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ جریر نے کہا ہے کہ ہم شمار کرتے تھے مجھے جمع ہونا اہل میت کے پاس اور کھانا کھلانا ان کو نیاحت کے طور پر۔

فائدہ :- خلاصہ یہ ہوا کہ میت کے گھر شادی کی طرح دعوتیں اڑانا یا یتیم کے مال کی ملاوٹ کا کھانا یا وہ کھانا روئے پیٹنے والی غورتوں کے لئے پکانا اس قسم کے طعام میت مکروہ ہیں۔ ہاں ایصالِ ثواب کی خیرات وغیرہ جائز ہے۔

سوال حضرت ملا علی قاری کا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہم سے اصحاب سے منقول ہے کہ پہلے یا تیسرے دن

یا ہفتے کے بعد دعوت کھانا مکروہ ہے جیسا کہ فتاویٰ بنازیہ میں ہے اور خلاصہ میں مذکور ہے کہ تین دن ضیافت کھانا مباح نہیں ہے اور

نے کہا کہ مصیبت کے لئے تین دن بیٹھنے میں کچھ ڈر نہیں۔ مگر کسی

امر ممنوع یعنی فرش بچھانے اور اہل میت کی دعوت کھانے

کا ترکیب نہ ہونا چاہیے۔ اور ابن ہمام نے کہا کہ اہل میت کی دعوت

کھانا مکروہ ہے اور سب نے کراہت کی یہ وجہ بیان کی کہ ضیا

خوشی میں شروع ہے نہ کہ مصیبتوں میں اور کہا ابن ہمام نے کہ یہ

بری بدعت ہے کیونکہ امام احمد اور ابن حبان نے سند صحیح کے

ساتھ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

قَالَ كُنَّا نَعْدُ الْأَجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ

وَمَنْعَهُمُ الْقُعَا مَ مِنَ النَّيَاحَةِ يَعْنِي بِمِائِثِ مِيتِ

کے پاس جمع ہونے اور ان کے طعام تیار کرنے کو نوحہ

شمار کرتے ہیں۔

بہم بار بار عرض کر رہے ہیں کہ مطلق دعوت

بہر اہل میت ایصال کو کوئی بھی جائز نہیں کہتا وہ

دعوت ناجائز اور مکروہ ہے یعنی جس میں کوئی
دوسرا سبب عارض ہو وہاں وہی بات ہے دیکھئے

علا علی رحمت اللہ علیہ نے نیاحت کی قید لگائی جب کوئی عارض
شرعیہ دعوت کو مانع ہو وہ دعوت کو مکروہ کرنے کا سبب بنتا
ہے خواہ دعوت ایصالِ ثواب کی ہو یا ولیمہ کی یا کوئی اور ہو۔

ہم تو کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب کے لئے قرض بھی نہ لیا جائے۔
قرضدار آدمی کو صدقات کرنا خواہ اپنے لئے کرے خواہ میت
کے لئے شرع میں مستحسن نہیں۔ چنانچہ مجمع البحار میں ہے۔

”خَيْرُ الْمَسَدِ قَتْرًا مَّا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غَنَى“

یعنی اچھا صدقہ وہ ہے جو فراغت کی حالت میں دیا جائے۔
وَالْمَسَدُ قَتْرًا كَمَا مَلَئَتْ عَنْ ظَهْرِ غَنَى وَالْأ
رْدُ عَلَيْهِ أَيْ الشَّيْءِ وَالْمَسَدُ قَتْرًا
بِهَا غَيْرُ مَقْبُولٍ لِأَنَّ قَضَاءَ الَّذِينَ وَاجِبٌ۔

یعنی صدقہ کامل وہی ہوتا ہے جو فراغت اور آسودہ حالی
میں دے اور جو بغیر اس حالت کے دے گا وہ روہے اسپر یعنی
قبول نہ ہو گا اس واسطے کہ قرض کا ادا کرنا اس پر واجب تھا۔ اس
نے واجب کو چھوڑ کر صدقہ نافلہ کیوں دیا۔

مسئلہ قرض یا ادھار لے کر صدقہ کرنا نہایت

ہی قبیح اور مذموم ہے بلکہ نادر اور مفلس آدمی کو لازم ہے کہ وہ
صرف سورۃ ناس سے یا چند سورتیں سے پڑھ کر میت کی روح کو
بخش دے یہ نہایت ہی بہتر طریق اور فائدہ مند ہے۔

سراج المنیر میں ہے اویستجب ان یتصدق
عن الميت بعد موته سبعة ایام

مستحب یہ ہے کہ میت کا صدقہ سات دن تک دیا جائے
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی
میں لکھا ہے آناریں عالم و صدقات و فائزہ و تلافی
قدآن دوران بعتہ کہ مدھون اوست
واقع نشود بہ سہولت نافع نشود
اس عالم دنیا کے خیرات و صدقات و تلاوت و فاتحہ اگر میت
کے مدفن کے قریب ہو تو سہولت کے ساتھ نافع ہوگی۔

سوال :- قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
مسلم بزرگ ہیں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید
اور منظر جان جان رحمۃ اللہ علیہ کے اعلیٰ خلفاء سے
ہیں انہی قاضی پانی پتی نے اپنے تیمم و کسویں سے منع کیا۔

جواب قاضی پانی پتی کا اپنے تیمم و کسویں
سے منع فرمانا درست ہے وہ فرماتے

ہیں رسوم دنیاوی جو تیمم وغیرہ
ہے وہ نہ کریں رسوم دنیا کیا ہے عورتوں کا تیمم وغیرہ میں جمع ہو کر
رونا پٹنا نوحہ کرنا وہ واقعی حرام ہے کسی لئے فرماتے ہیں
کہ تین دن سے زیادہ ماتم کرنا جائز نہیں ہے۔ اس جگہ ایصالِ ثواب
اور فاتحہ کرنے کا ذکر نہیں جس کا مقصد یہ ہوا کہ تیمم وغیرہ میں
ماتم نہ کریں اور ماتم سے کبھی وہی ماتم (نوحہ) مراد ہے جہاں میت
کے لئے نوحہ کرنے والی عورتیں مزدوری کے طور پر بلوائی جائیں اور
ان کے لئے طعام پکا یا جائے ایسے طعام کو ہر فقیر اور ہر سخی نا
جائز سمجھتا ہے اگر یہ مراد نہ ہو تو قاضی صاحب کے استدعا
کے تیمم کا کیا جواب ہوگا یعنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے

یہ صاحب جنہیں مخالفین اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کرتے ہیں انکا
 تیجا ہوا جس کا تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے
 ملفوظات ص ۸ میں اس طرح فرمایا ہے کہ تیسرے دن لوگوں کا
 اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر تھا قرآن پاک کے ۸۱ ختم
 شمار میں آئے اور اس سے زیادہ بھی ہونگے۔ اور کلمہ طیبہ کا
 تو اندازہ نہیں۔

حاصلہ

فقہائے کرام نے میت کے گھر کے کھانے اور دعوت کو
 بالاتفاق ناجائز قرار دیا ہے جیسا کہ اس سلسلے میں علامہ
 ابن ہمام کافوتی (فتح القدیر) میں علامہ قہستانی کافوتی
 جامع الرموز میں حضرت ملا علی قاری کافوتی مرقات میں علامہ طاہر
 بن احمد حنفی کافوتی، خلاصۃ النقاد میں شیخ عبدالحمق محدث دہلوی
 کافوتی مدارج النبوت میں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کافوتی احکام شریعت میں درج ہے کہ یہ دعوت نہ تیسرے
 روز تیجا میں جائز ہے اور نہ ساتویں دن اور نہ چالیسویں میں
 اس کی وجوہات یہ ہیں۔

۱۔ دعوت خوشی میں ہوتی ہے غمی میں سے نہیں۔

۲۔ دعوت بالعموم دکھلاو سے کیلتے ہوتی ہے یا منہ بازی کیجاتی ہے۔
 ۳۔ بعض جگہ تیجا شریف میں یتیموں کے مال سے ہوتا ہے
 پس فقہائے کرام نے ان وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے اہل میت
 کے کھانے اور دعوت کو ناجائز اور مکروہ قرار دیا ہے اس سے
 بعض کم عقلوں نے یہ سمجھ لیا کہ چونکہ میت کے گھر کی دعوت جائز
 نہیں لہذا ہر خیرات ہی سرے سے ناجائز اور منع ہے حالانکہ
 یہ ان کی ایک صریحی طور پر جہالت و حماقت ہے فقہائے کرام
 نے صرف دعوت کو مکروہ اور ناجائز قرار دیا ہے مطلق خیرات
 کو نہ مکروہ کہا ہے اور نہ ہی اس سے منع کیا ہے۔

نا معلوم مخالفین کے عقول و فہوم کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ خیرات اور خیر ہے اور اس میں دعوت کرنا اور چیز اور فقہائے کرام نے دعوت سے منع کیا ہے خیرات سے منع نہیں کیا اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ بھی اس بات پر مبنی ہے کہ میت کے گھر کی دعوت اور کھانے وغیرہ ناجائز ہیں مطلق خیرات ناجائز نہیں دیکھتے عید ولے روز لوگ کہیں جو اکھیلتے ہیں اور کہیں کھینا دیکھتے ہیں کہیں نابع مشائخ دیکھتے ہیں اور کہیں کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ چونکہ اس دن خلاف شرع کام ہوتے ہیں لہذا سرے سے عید کا منانا ہی حرام ہے جو جس طرح اس کی یہ جہالت ہے اسی طرح اگر کوئی خیرات میت کو محض اس لئے ناجائز کہتا ہے کہ اس میں دعوت وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے جو شریعت نے خوشی میں رکھی ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔

نوحہ کرنیوالی عورتیں

خلاصہ و

بحث وہی ہے جو فقیر نے بار بار عرض کیا ہے میت کے گھر کا وہ طعام مکروہ ہے جو شادی و بیاہ کی طرح اقرباء احباب جمع ہو کر اہل میت کا مال اڑائیں۔ اور وہ اسے مہمانی یا دعوت بناوری کے طور پر کھائیں یہ مکروہ ہے یا اہل میت میں کوئی غیر بالغ کے مال کی ملاوٹ ہے یا جاہلیت کے دور کی رسم کی طرح عورتیں بین کرنے کے لئے بلوائی جاتیں جسے بعض علاقوں میں اب بھی یہ عادت ہے کہ میت پر رونے کی ماہر عورتوں کو بل کر ان سے میت کی اچھی عادات اور نیکیاں اور محب من سننے ہیں اور وہ عورتیں خصوصیت سے بین کرنے میں ماہر ہوتی ہیں ان

کے لئے مہمانی یا دعوت وغیرہ کے طور پر طعام پکانا مکروہ ہے ہم بھی اسے مکروہ سمجھتے ہیں اور اسے ہر طرح سے روکنے کی جدوجہد کرتے ہیں امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کا رسالہ "مبلی الصوت" کا موضوع بھی یہی ہے جسے مخالفین نے اہانت عوام کو غلط طور مشہور کیا کہ فاضل بریلوی بھی میت کے کھڑکے طعام کو حرام کہتے ہیں (معاذ اللہ)

عام روئے والی عورتوں کے لئے یہ فتویٰ عام نہ ہوگا اس لئے کہ گھر یا گریہ عام عورتیں فطری طور پر روئیں دھوتیں تو بھی وہ نوحہ گر نہ ہونگی۔ عام دوسرے لوگوں کے حکم میں شامل ہونگی اس لئے اگر وہ اہل میت کے گھر سے غیرات یعنی ایصال ثواب کا طعام کھائیں تو جائز ہوگا۔ کیونکہ ایسی عورتوں کو حضور علیہ السلام نے نوحہ گر عورتوں سے مستثنیٰ فرمایا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا عورتیں جمع ہوئیں حضرت عمر نے احباب کو روئے سے منع کیا اور اجنبی عورتوں کو چاہا کہ مار کے نکالیں آپ نے حضرت عمر کو اس فعل سے منع فرمایا اور ارشاد کیا **دَعَاهُنَّ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِسَةٌ وَالْقَلْبُ مُمَسَّرٌ وَالْعَهْدُ قَرِيبٌ۔** یعنی ان کو چھوڑ دو اس لئے کہ آنکھ سے بالطبع آنسو ٹپکتا ہے اور قلب کو مصیبت پہنچتی ہے اور واقعہ ایسی ہوا ہے صبر نہایت دشوار ہے چنانچہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے پھر اس قسم کی روئے والی عورتوں کو جب ناکھ نہیں کہتے تو ان کو کھانا دینا جائز ہے۔ شرح برزخ میں لکھا ہے **دَلَّ الْحَدِيثُ عَلَى أَنَّ ذِكْرَهُ لَا يَهْلِي الْمَنَابِتِ**

اِتِّخَاذِ الطَّعَامِ عَلَى سَبِيلِ الْمَنِيَا فِتٍ - یعنی دلالت

کی حدیث نے اس امر پر کہ بطورِ ضیافت کے اہل مصیبت سے کھانا کھانا مکروہ ہے اسی کتاب کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے

وَتَبَيَّنَ أَنَّ لَا يَكْرَهُ لِأَهْلِ الْمَصِيبَةِ اِتِّخَاذَ
الطَّعَامِ لِلْفُقَرَاءِ وَلَا يَكْرَهُ لَهُمُ الْإِكْلَ مِنْ

ذَلِكَ ظاہر ہوا کہ اہل مصیبت کو یہ مکروہ نہیں ہے فقرا کو

کھانا کھلائیں اور ان کو اس کھانیکا کھانا بھی مکروہ نہیں ہے غلامہ یہ ہے

کہ فقہائے کرام کے نزدیک اہل مصیبت میں ضیافت کے طوعہ پر

کھانا کھلانا مکروہ ہے اگر ایصالِ ثواب کے لئے ہو تو مستحب

ہے بلکہ اس کا ایصالِ ثواب فعل صحابہ و تابعین سے ثابت ہے

کہ سات روز تک اس کو مستحب جانتے تھے علامہ زاہد نے

حاوی میں لکھا ہے شَطْرُ يَكْرَهُ التَّوَلِيْمَةَ عَلَى الْمَيْتِ

قَبْلَ أَنْ يُغْسَلَ اِجْمَاعًا وَعَنْ مُحَمَّدٍ يَجُوزُ لِعَدِّ

الدَّفْنِ وَقَالَ مَالِكٌ يَكْرَهُ قَبْلَ ثَلَاثِ أَيَّامٍ

وَالْفُتَوَى عَلَى قَوْلِ مُحَمَّدٍ - یعنی شرح طحاوی میں ہے

کہ مکروہ ہے وہ ضیافت میت پر قبل غسل دینے کے اجماعاً

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جائز ہے

بعد وفن کے اور کہا مالک نے مکروہ ہے قبل تین دن کے

اور فتویٰ قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہے دیکھو طحاوی

نے امام محمد کے قول کو مفتی بہ لکھا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا

ہے کہ بعد وفن کے ضیافت جائز ہے

ضیافت و دعوت پر
جگہ فقہائے عظام و محدثین
کو امام لکھتے ہیں اور

مدعیانِ حنفیت اور عمل بالحدیث
کے دعویداروں کو چیلنج

اور لکھتے چلے آئے۔ لیکن وہ ضیافت جس میں شاد کی بیاہ کے طور طریقے ہوں جو آج بھی بعض علاقوں میں جاہلوں میں مروج ہیں ہاں بطور سنت اور ایصالِ ثواب ہو تو یہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت قبول فرمائی۔ جسے فقیر نے پہلے ہی تفصیل سے لکھ دیا ہے اور اسی سے محدثین نے بھی میری طرح استدلال فرمایا چنانچہ آئندہ اوراق میں ان کی عبارت عرض کروں گا۔ اس سے عمل یا حدیث کے دعویٰ اور جواب کا انتظار ہے کہ اگر اہل میت کے کھر کا طعام کھانا مطلقاً حرام ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل میت کی دعوت پر مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیوں تشریف لائے گئے اور مدعیانِ حنفیت سے بھی جواب چاہئے کہ طحاوی تشریف میں مفتی بہ قول یہی بتایا کہ جب مانع نہ ہو تو اہل میت کے کھر کا طعام مکروہ نہیں۔

سوال :- عاصم بن کلیب کی حدیث شریف واقعہ حال ہے یا سبب حصول کا احتمال رکھتی ہے دو حدیثوں میں مخالفت ہے۔

جواب :- دونوں حدیثوں سے بعینہ امام محمد کا قول ثابت ہوتا ہے اگر مخالفت ہے تو امام محمد کا قول جو ب مفسیٰ بہ ٹھہرا اور اس پر صحیح حدیث کی دلیل پائی گئی تو جو حدیث اس کے مخالف پائی گئی اس کی تاویل کرنی اہم ہے نیز تا بغیہ و حنا بلہ کا اس سے استدلال کرنا حنفیہ پر حجت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ واقعہ حال ہونے سے عموم کی نفی نہیں ہو سکتی۔ اور صرف احتمال سبب خاص کا قائل محاذ نہیں ہو سکتا۔ جب تک سبب خاص کا ثبوت پیش نہ کیا جائے بہر حال اصحاب مذہب کے اقوال جو ظاہراً مخالف

نظر آتے ہیں۔ علامی قاری نے ان کو ایک نوبہ خاص سے مقید کیا ہے
چنانچہ مرتکبات شرع مشکوٰۃ میں عاصم بن کلیب کی حدیث کے تحت
جواب العزرات میں لکھا ہے کہ «هَذَا الْحَدِيثُ يَثْبُتُ بِظَاهِرِهِ
أَكْرَدَ عَلَى بَاقِرِهِ أَصْحَابُ مَدَنَيْنَا مِنْ أَفْئِدَةِ بَكْرَةَ
إِتْمَاذُ الطَّعَامِ فِي السُّبُوحِ الْأَرْزَلِ أَوِ الثَّلَاثِ أَوْ بَعْدَ
الْأَسْبُوحِ كَمَا فِي الْبَزَائِيَةِ وَوَكِرَ فِي الْخَلَامَةِ
أَنَّهُ لَا يُبَاحُ إِتْمَاذُ الضِّيَافَةِ عِنْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَ
وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ لَا بَأْسَ فِي الْجُلُوسِ مِنَ الضُّمِيِّ
إِلَى ثَلَاثٍ مِنْ غَيْرِ إِرْتِكَابِ مَخْطُورٍ مِنْ فَرَشِ
الْبَسِطِ وَالْأَطْعِمَةِ مِنْ أَهْلِ الْمَيْتِ قَالَ ابْنُ الْهَيْثَمِ
بَكْرَةَ التَّحَاذِ الضِّيَافَةِ مِنْ أَهْلِ الْمَيْتِ وَالثَّلَاثِ
عَلَوُهُ بِأَنَّهُ شُرِعَ فِي الشَّرْرِ لَا فِي الشَّرِّ
قَالَ وَهِيَ بَدْعٌ مُسْتَقْبِحَةٌ رَوَى الْإِمَامُ
أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجِدٍ بِأَسْنَادٍ صَالِحٍ عَنْ جَرِيرِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَمَا نَعَدُ الْأَجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيْتِ
وَنَسْفَهُ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ أَنْتَهَى فَيَنْبَغِي أَنْ
يُقَيَّدَ كَلَامُهُمْ بِنَوْسِ خَايٍ مِنْ أَجْتِمَاعِ
يُوجِبُ إِسْتِخْيَارَ أَهْلِ بَيْتِ الْمَيْتِ فَيُطْعَمُونَ وَكَرِهًا
أَوْ لِحْتِ مَلٍ عَلَى كَوْنِ بَعْضِ الْوَرِثَةِ صَغِيرًا أَوْ غَائِبًا
أَوْ لَمْ يُعْرِفْ رَمَاءَهُ أَوْ لَمْ يُكِرِ الطَّعَامِ مِنْ عِنْدِ
أَحَدٍ مُعَيَّنٍ مِنْ أَهْلِ الْمَيْتِ قَبْلَ قِسْمَتِهِ
وَمَحْوُذِ الْبَيْتِ وَعَلَيْهِ يُجْمَلُ قَوْلُ قَائِمِ خَانَ
بِكْرَةَ إِتْمَاذِ الضِّيَافَةِ فِي أَيَّامِ الضُّمِيِّ لِأَنَّهَا
أَيَّامُ تَأْسُفٍ فَلَا يَلِيْقُ بِهَا مَا يَكُونُ

لِلشُّرُورِ وَإِنْ أَخَذَ طَبَعًا لِلْفَقْرَاءِ وَكَانَ حَسَنًا
وَأَمَّا الوصِيَّةُ بِاتِّخَاذِ الطَّعَامِ بَعْدَ مَوْتِهِ
لِيُطْعَمَ النَّاسُ فَلَا شَأْنَ أَيَّامٍ قَبْلًا طَلَةً عَلَى الْأَصْحَحِ
وَقَبِيلٍ يَجُوزُ ذَا اللَّيْلِ مِنَ الثَّلَاثِ وَمَسْوَالًا ظَهَرَ

یہ حدیث ظاہراً در کرتی ہے اس مسئلہ کو جسے پہلے اصحاب
مذہب نے لکھا ہے اور یہ کہ پہلے دن یا تیسرے دن یا بعد ہفتہ
کے کھانا کھلانا مکروہ ہے چنانچہ بزاز یہ میں ہے اور خلاصہ میں ہے
کہ مباح نہیں تین دن تک زلیجی نے کہا کہ تین دن تک مصیبت
کے لئے بیٹھنا جائز ہے بشرطیکہ کسی ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے
ابن الہمام نے لکھا ہے کہ مکروہ ہے صیامت کرنا اہل میت کا اور سب
اس کی علت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مشروع ہے سرور میں
نہ موت میں ابن ہمام نے فرمایا کہ وہ بدعتِ سیئہ ہے روایت
کی امام احمد اور ابن ماجہ نے باسناد حسن جریر بن زینب عن عبد اللہ
سے کہا کہ ہم لوگ شمار کرتے تھے مجتمع ہونے کو اہل میت کے
پاس اور ان کے کھانے کو تو حملہ سے پس مناسب یہ ہے کہ مفید
کیا جائے ان کا کلام ایک نوع خاص سے یعنی یہ کہا جائے کہ
وہ ایسا اجتماع ہو جس سے اہل میت کو غیرت ہو جس سے
وہ مجبوری سے ان کو کھانا کھلاویں یا اس بات پر حمل کیا جائے کہ
بعض ورثہ صغیر یا غائب ہوں یا ان کی رضا مندی معلوم نہ ہو یا
کھانا کسی معین شخص کی طرف سے نہ ہو جو مال میت سے سرور
میں کئے جاتے ہیں اگر فقراء کے لئے کھانا پکائیں تو بہت ہے
اس امر کی وصییت کہ تین دن تک لوگوں کو کھانا کھلا یا جائے یا
باطل ہے علی الاصح بعض لکھتے ہیں یہ جائز ہے ثلث مال سے
یہ اظہر ہے فتاویٰ شامی میں شارح منیب کے کلام کی ایسی

تقیب کی ہے رو التمار میں ہے وَلَا سِيَّيْمًا إِذَا كَانَتْ
فِي النُّوْثَةِ مِغَاوًا أَوْ غَائِبًا -

مخصوصاً جب وارثوں میں کم عمر اور غائب ہوں اور صاحب معراج
الہ راہنے یہ کھانا تیار کرنا وغیرہ جو جو امور کہ فتاویٰ بزازیہ کی کتابت
میں مذکور ہوئے ان کی علت کراہت کو ریاء و سمع قرار دیا ہے
چنانچہ لکھتے ہیں - وَ هَذِهِ الْأَفْعَالُ كَلْمًا
لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ فَيُحْتَرُ زَعْمًا لِأَنَّهَا لَا
لَا يُرِيدُ وَفِيهَا وَجِبْهَهُ اللَّهُ تَعَالَى -

یہ تمام افعال سمعہ و ریاء ہوتے ہیں ان سے احتراز کرنا
چاہیے اس لئے کہ لوگ ان سے خلوص کی نیت نہیں رکھتے
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہی افعال بدون ریاء و سمعہ کے
ہوں تو جائز ہیں اگر ریاء سے کسی فعل میں صحت یا کراہت
پائی جاتی تو خواجہ خواہ اس وقت وہ جائز خیال کیا جائے گا

جب ریاء سے خالی ہونے والی عالمگیری میں آثار خانی سے
منقول ہے يَتَمَسَّقُ الْوَالِدُ بِنَيْتِ الْمَيْتِ سَبْعَةً
أَيَّامًا وَإِنْ زَادَ فَمَا أَحْسَنَهُ وَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ
فثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ شَيْئًا

فَلْيُصَلِّ رَكَعَتَيْنِ - ولی میت کو چاہئے کہ روز

فوت سے سات دن تک صدقہ دے اگر زیادہ ایام تک دیا
ہے بہتر ہے اگر مقدور نہ ہو تین دن تک دے سنت یہ
ہے کہ حسب مقدور وفات کی اول شب گزرنے کے قبل
صدقہ دے اگر بالکل بے مقدور ہو تو چاہئے کہ دو رکعت نماز
ادا کرے بکرا الرائق میں ہے مِنْ مَيَّامٍ أَوْ مَلِكٍ

أَوْ نَقْدٍ وَجَعَلَ الشُّوَابَ لِغَيْرِهِ مِنَ الْخَلِيفَةِ

وَالْأَمْوَاتِ يَصِلُ ثَوَابُهُ إِلَيْهِمْ عِنْدَ هَضْمِ الْمَنَةِ
وَالْجَمَاعَةِ كَذَلِكَ فِي النَّدَائِحِ كَسَى نَزْهَ رَكْعَاتِ نَمَازِ
پڑھی یا صدقہ دیا اور اس کا ثواب زندہ یا مردہ کو بخشا تو یہ ثواب
اہل سنت و جماعت کے مذہب میں مردے کو پہنچتا ہے ایسا ہی
ہے بدائع میں شرح برزخ میں ہے رُوحُ الْمَيِّتِ بِرُحُوصِ
لَهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فَيَجِيئُ بِتِيَّتِهِ إِلَى سَبْعَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ
يَأْتِي فِي الْأَوْقَاتِ الْفَاضِلَةِ مَيِّتِ كِي رُوحِ كُوْرَحْتِ هَتِي

ہے کہ وہ ہر شب اپنے گھر آتی ہے تا سات دن پھر مقدس
دنوں میں انہیں گھروں کی اجازت ملتی ہے شرح برزخ میں

ہے "يَنْبَغِي أَنْ يُوَاطَبَ عَلَى الصَّدَقَةِ لِلْمَيِّتِ

الْحَيِّ سَبَقًا أَيَّامٍ وَقَبِيلَ إِلَى أَرْبَعِينَ فَإِنَّ الْمَيِّتَ

يَشْوِقُ إِلَى بَيْتِهِ مَيِّتِ كِي مَوْتِ سَ سَاتِ دُنُونِ

تک صدقہ دینا مستحب ہے اور بعض نے چالیس دن تک کہا

اس لئے میت ان دنوں میں اپنے گھروں کی طرف آتے جاتے

اور شوق رکھتے ہیں۔ الفاضل في تذكرة الاموال الاخيرة

میں ہے۔ يَكْرَهُ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ اتِّخَاذَ الطَّعَامِ لِلأَقْرِبَاءِ

وَالْأَعْيَانِ إِلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَيَكْرَهُ لَهُمْ أَكْلُ مَا

بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَاتِّخَاذَ الطَّعَامِ لَا يَكْرَهُ الرُّوحُ

الْمَيِّتِ وَلَا أَهْلَ الْمَنِيَا فَمَا وَلَا يَكْرَهُ الْإِكْلَامِ

لَا الْغَفَى وَلَا الْفَقِيرِ يَدْعَى عَلَيْهِمَا أَوْ يَرْسِلَ

الْيَهُ - شرح اوراد میں ہے

رَوْ لَوْ تَصَدَّقَ عَلَى الْمَيِّتِ أَوْ دَعَا لَهَا بَعَثَ اللَّهُ

إِلَى الْمَيِّتِ ذَلِكَ عَلَى طَبَقٍ مِنْ نُورٍ -

وَالْبَيْتُ مِنَ الْمُنْتَهَى مَبْرُورٌ ۱۔

”وَيَسْتَحَبُّ أَنْ يَتَمَسَّقَ عَنِ الْمَيْتِ بَعْدَ مَوْتِهِ سَبْعَةَ أَيَّامٍ“

اور حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ دہلوی تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ

”وَأَثَارًا فِي عَالَمٍ وَصَدَقَاتٍ وَفَائِدَةٍ وَ

تِلَاوَتِ دَرَاكٍ بِقَعْدِ مَدْفُونٍ أَوْ سَطْرًا فَعِشْوَةٌ

بِدَسْهُولَةٍ مَا فَحَّ مَيْتُوهُ

فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ میت کے لئے

مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے اور فقیہ ابواللیث

لکھتے ہیں مکروہ نہیں ہے تختیں و مزیدہ ہیں

اگر گھر وغیرہ میں ہو تو مکروہ نہیں ہے اور افضل ہے یہ کام نہ ہو

جب فقیہ ابواللیث سمرقندی نے جواز کہا

ہے اور اس دعوے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے فعل پر استدلال کیا ہے تو اس کے جواز میں کسی طرح

کاشبہ نہیں بستان ابواللیث سمرقندی میں ہے

”لَا بَأْسَ لِأَهْلِ الْمُنْبِيَةِ أَنْ يَجْلِسُوا فِي الْبَيْتِ أَوْ

فِي الْمَسْجِدِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَاللَّيْلَةَ يَأْتُوهُمْ

وَيَقْرَأُونَ لَهُمْ وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنَّ لِمَا كَلَعَهُ خَبْرٌ قُتِلَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رُوَاحَةَ

جَلَسُوا فِي الْمَسْجِدِ وَاللَّيْلَةَ يَأْتُوهُمْ

وَبَعَثُوا مَدِينَةَ“ اس میں مضائقہ نہیں ہے کہ اہل مصیبت

کے گھر میں بیٹھیں یعنی تین دن تک بیٹھیں اور لوگ آکر

ان کی تعزیت کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

ان کی تعزیت کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

ان کی تعزیت کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

مردی ہے کہ جب آپ کو خبر شہادت جعفر بن ابی طالب و زید بن عازنہ اور عبد اللہ بن رواحہ کی پہنچی تو آپ مسجد میں بیٹھے لوگ آکر تعزیت کرتے تھے ردالمختار میں ہے کہ آپ کو بیٹھنے سے تعزیت مقصود نہ تھی مگر صاحب ردالمختار نے اس پر کوئی دلیل نہیں دی صاحب ردالمختار نے امداد سے نقل کیا ہے کہ متاخرین سے اکثر ائمہ کا یہ قول ہے کہ صاحب میت کے پاس اجتماع کرو ہے اور اس کو اپنے گھر میں بٹھانا مکروہ ہے تاکہ لوگ تعزیت کے لئے آئیں بلکہ دفن کے بعد لوگوں کو چاہئے کہ متفرق ہو جائیں اور اپنے کاموں کو لگ جائیں۔ صاحب میت خود کہہ دے پھر صاحب ردالمختار لکھتے ہیں کہ گراہت اہل میت کی مسجد میں بیٹھنے سے ہے اور قرآن پڑھنے سے اور بعد فراغ کے کھڑے ہونے اور لوگوں کے تعزیت کرنے سے ہے جیسا کہ دستور ہے زائل نہیں ہوتی اس لئے کہ اس جلوس سے تعزیت مقصود ہوتی ہے قرآن کا پڑھنا مقصود نہیں ہوتا میرے خیال میں فقیہ ابوللیث کی تحریر جو متمسک بالحدیث ہو نہایت صحیح اور قابل عمل ہے۔

عوام اہانت میں رواج ہے کہ جب کسی کو کسی بزرگ یا کسی اور میت کے لئے

سوال

شیرینی کا یا کھانے وغیرہ کا ثواب پہنچانا منظور ہوتا ہے تو پہلے اکثر امیروں کو اور اکثر اپنی برادری کے لوگوں کو بلا کر وہ کھانا اور شیرینی ان کے در و در کھدیتے ہیں۔ پھر کھڑی دو کھڑی تک یا کم و بیش اس کھانے اور شیرینی پر فاتحہ پڑھتے ہیں بعد اس کے وہ کھانا وغیرہ ان لوگوں کو کھلاتے ہیں یعنی جب تک کہ فاتحہ مذکور عمل میں نہ آئے اس وقت تک وہ کھانا اور شیرینی وغیرہ کسی کو دینا اور کھلانا اس میں کسی طور پر تصرف کرتے ہیں

جاننے اور یہ بات اور عادت سلف اور حدیثوں اور روایوں کے صریح خلاف ہے مناسب ہے کہ جو کھانا کسی کے ثواب پہنچانے کے لئے پکاویں تو فقیروں اور محتاجوں کو کھلا کر پھر ثواب اس کا مردہ کی روح کو پہنچائیں اور چاہیں تو الحمد للہ وقل ہو اللہ پر ٹھہ کر اس کھانا کھلائے ہوئے کا اور ان سور لوں وغیرہ سب کا ثواب اکٹھا بخش دیں راہ نجات میں لکھا ہے کہ جس کسی کو ثواب پہنچانا منظور ہو کھانا پانی محتاجوں کو دے کر ثواب اس کا مردہ کی روح کو بخش دیں زیادہ بکھیرا بیوقوفی ہے۔

جولیت

تمہارا یہ مشورہ غلط بلکہ مردہ دشمنی کا بین ثبوت ہے۔ کیونکہ اصل مدعا ہے میت کو قبر میں فائدہ پہنچانا اگر کوئی اس کے فائدہ کے لئے جائز طریقہ سے ایصالِ ثواب کی نیت سے خیرات کرتا ہے تو ممانعت کیوں در نہ اگر خرچ کرتے ہیں یہ انکا نہیں یہ طریقہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے اسے روکنے کا کیا معنی؟

صراطِ مستقیم
فارسی میں ہے
کہ

اسماعیل دہلوی کی گواہی

ہر برہمن قیاس باید کرد سائر عبادات را پس ہر عبادتیکہ از مسلمان
ادا شود ثواب آں روح کسی از گزشتگان رساند و طریق رسانیدن
دعائے خیر بجانب الہی است پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است
اگر آں کس کہ ثواب بروحش میرساند از اہل حقوق اوست بمقدار حق
وی خوبی رسانیدن ایں ثواب زیادہ تر خواہد شد پس در خوبی

ایں قدر امر از امور موسومہ فاتحہ و اعراس و نذر و نیاز اموات
شک و شبہ نیست دوسرے مقام پر ہے نہ چند ارنکہ
نفع رسانیدن اموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست
چہ این معنی بہتر و افضل و اورا مقید بر رسم نباید شد بے تعین
تاریخ و روز و مجلس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ موجب اجر
جزئی بود بہ عمل آرد و ہر گاہ ایصالِ نفعی بہ میت منظور دارد
موقوف بر اطعام نہ گزارد اگر میسر باشد بہتر و الا صرف ثوابِ صورت
فاتحہ و اخلاص بہتر سے ثواب ہاست۔“

”اسی پر قیاس ہو اس دعوت کا جو کسی مردے کو ایصالِ ثواب
کی خاطر طعام لپکا کر کھلایا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر
یہ طریقہ بہتر و مستحسن ہے اگر کوئی اہل عقول میں سے کوئی میت
کو ثواب پہنچائے تو میت کو تو ثواب پہنچے گا ہی اور خیرا
کرنے والے کو بھی ثواب ہوگا اسے لوگ فاتحہ و عرس و نذر نیاز اہل
اموات کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے جواز میں شک و شبہ نہیں
الحدیث منکرین کا پیشوا بھی وہی کہتا ہے جو ہم اہلسنت کہتے ہیں

امام احمد منا خان بیوی قدس سرہ

آپ سے
سوال ہوا کہ

”اکثر پاکستان کے شہروں دیہاتوں اور بلا دہندیہ میں رسم ہے
کہ میت کے روز وفات سے اس کے اعزہ و اقارب احباب
کی مسکرات اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اس اہتمام کے ساتھ جو
شاد یوں میں کیا جاتا ہے پھر کچھ دوسرے دن اکثر تیسرے دن
واپس آتی ہیں بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں اس مدت اقامت میں
عوات کے کھانے پینے پان چالیا کا اہتمام اہل میت کرتے ہیں جس

کے باعث ایک تو صرف کثیر کے زیر بار ہوتے ہیں کہ اگر اس وقت ان کا ہاتھ خالی ہو تو اس صورت سے قرض لیتے ہیں یوں نہ ملے تو سوزی ہو سکتے ہیں اگر نہ کریں تو مطلقاً و بدنام ہوتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے کیا؟" کہا آپ نے اس کے جواب میں

"سبحان اللہ اے مسلمان یہ پوچھتا ہے جائز ہے کیا بلکہ یوں پوچھ کر یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں سمیت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے اولاً خود یہ دعوت ناجائز و بدعت شنیعہ و قبیحہ ہے اس کے بعد آپ نے ایسے طعام میت کی قباحت و جہیں احادیث و فقہ سے واضح کیں جن کی فقیر و محتاج کر چکا ہے اور وہ جواز کی صورتیں بھی لکھیں جنہیں فقیر نے ابتداء میں

تحریر کیا مثلاً امام بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو صرح نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کریں یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود بالغ و راضی ہونگے انہی غلط طریقوں کی وجوہ کے پیش نظر اسی رسالہ جلی الصوت ص ۳ میں لکھتے ہیں -

یعنی میت کے پہلے یا تیسرے یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کئے جاتے ہیں سب مکروہ و ممنوع ہیں علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ سب ناموزی اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے اسی کتاب کے ص ۳ میں لکھتے ہیں اس دعوت کا کھانا کبھی منع ہے اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں غالباً ورثہ میں کوئی یتیم اور نابالغ اولاد ہوتی ہے یا بعض وارث موجود نہیں ہوتے نہ ان سے اس کی اجازت لی جاتی ہے جب تو امر سماعت حرام شدید پر متضمن ہوتا ہے اگر ان میں کوئی یتیم ہو تو آفت کسخت تر ہے

پھر فرمایا کہ جب میت کی میراث تقسیم نہیں کی گئی یا تقسیم تو کی گئی مگر اس میں یتیم بچے ہیں اس مشترکہ مال سے خیرات یا ختم دلانا سبقت گناہ ہے اور اس کا مصرف حرام ہے علامہ علی قاری لکھتے ہیں کہ اگر کتب فقہ میں لکھا ہے جو حرام مال سے ثواب کی امید رکھے وہ کفر کے قریب ہو جاتا ہے (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۷) دوسری جگہ میں لکھتے ہیں اگر فقیر نے مال حرام کو جانتے ہوئے دعا کی اور کھلانے والے نے آمین کہی دونوں کفر کے قریب ہو گئے جو مال حرام پر اللہ تعالیٰ پڑھے وہ بعض فقہاء کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۷)

ساق ہوشیار

اہلسنت جہاں ایصالِ ثواب کے امور میں دلچسپی لیتے ہیں انہیں بڑھ کر ان امور میں دلچسپی یعنی چاہئے

جو جاہلوں میں مسرورج ہیں فقیر نام اہلسنت فاضل بریلوی سے قدس سرہ کی ہدایت ان کے فتاویٰ سے درج کرتا ہے تاکہ ہوشیار سنی ان پر خود بھی پابندی کر لیں اور اپنے اثر و رسوخ سے دوسرے عوام۔ جہاں کو بھی پابند کر سکے۔

گورستان میں طعام

مردہ کے ساتھ مٹھائی یا روٹی

گورستان میں لے جانا علماء و کرام نے منع فرمایا ہے مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے ہیں۔ (المفروضہ ص ۳ ص ۱۸۴)

فائدہ

ہاں طعام مٹھائی وغیرہ کی تقسیم گورستان سے کہیں باہر علمدہ جگہ پر ہو تو کوئی سے صریح نہیں۔

دعوت و ضیافت

اہل میت سے دعوت و

ضیافت قبیح ہے ہاں اہل میت جو طعام ایصالِ ثواب کی نیت سے پکائیں اور وہ صاحب ثروت ہوں اور خوشی اور رفا سے ہو تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس مال میں بیوہ اور یتیم کا حصہ نہ ہو اسکی بہتر صورت یہ ہے کہ اہل میت میں بالغ مرد کوئی ایک یا ملکر یا میت کا کوئی تین چارواہ اپنی طرف سے طعام پکا کر ایصالِ ثواب کے طور پر عوام کو کھلائے تو بہتر ہے۔

جاہلیت کے دور کی طرح اب بھی بعض علاقوں میں بین کرنے والی عورتوں کو بلا کر میت کے متعلق بین سنتے

بین کر نیوالی عورتیں

ہیں ان کے لئے طعام پکانے کے علاوہ انہیں اس کام کے لئے لئے بلانا بھی سمحت سے سمحت نہ صرف گناہ بلکہ میت پر بھی عذاب ہو گا اگر وہ مرنے سے پہلے ایسے فعل سے راضی تھا۔

محض ناموری اور مشہوری کے لئے طعام پکانا، اپنی طاقت سے باہر ہو کر کھانا پکانا اور ایسے طعام کے لئے

نمود و ریاء

قرضہ لینا ناجائز اور حرام ہے محض ایصالِ ثواب کا ارادہ ہو تو حسب استطاعت خرچ کرے ورنہ صرف چند بار سورۃ اخلاص اور کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب بخشنا بھی کافی ہو گا۔

امیر و عزیز

در اصل میت کا کھانا

غریبوں و مساکین کے لئے ہو لیکن افسوس بعض مقامات پر

عزباء یا مساکین کو تو برائے نام یا سرے سے ملنا ہی نہیں امر او
اجاب خوب چین اڑاتے ہیں۔ ایسا کرنا بھی ناجائز ہے ہاں عزباء
و مساکین کے طفیل امراء کھالیں تو حرج نہیں لیکن بعض مقامات پر
معاطلہ برعکس ہے۔

انتباہ | مسیت کا طعام دل کو سردہ کرتا وہ اس
لئے کہ جو اس طعام کے کھانے کی تاک میں
رہتا ہے ورنہ یہ حکم عام نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام
اور ائمہ عظام و مشائخ کرام و علمائے کرام سے ثابت ہے

بڑی رسم کا خاتمہ | بعض لوگوں میں یہ رسم
بھی ہے کہ شادی بیاہ

کی طرح سوم یا چہلم پر کچھ نقد رقم دیتے ہیں پھر جب الکا کوئی ہوتا
ہے تو جتنا دے آئے تھے یہ مطالبہ کرتے ہیں یہ حرام سر امر
حرام ہے ہاں اگر بطور معاونت جتنا چاہے دے لیکن اس کے
مطالبہ کا ارادہ نہ ہو تو جائز ہے لیکن ایسے لوگ بہت کھوٹے ہیں

**وہابیوں اور دیوبندیوں
کے مکرو فریب سے بچو**

وہابی دیوبندی
اہانت کے
دلائل و مسائل

سے ہٹ کر عوام کی غلط کاریوں سے استدلال کر کے حقیقت
کو مسخ کرنے کے دریغ رہتے ہیں۔ اسی لئے اہل اسلام کو
چاہئے کہ نفس مسئلہ کی حقیقت پر نظر رکھیں عوام کی غلط کاریوں
کس شعبے میں نہیں ہوتیں عوام کی غلط کاریوں کو سامنے رکھ
کر حقیقت کو نہ بھولنا چاہئے۔ طعام مسیت میں جتنی عوام میں

عزایاں ہیں انہیں دور کرنے کی کوشش کیجئے اور ایصالِ ثواب کے جتنے جائز طریقے شرع کے اصول پر ہیں ان پر عمل کر کے اپنے مسلمان مرے کی قبر کو جنت کا گھر بنوائیے

وما علینا الا البلاغ

خلاصہ البحث میت کو بعد وفات جتنا خیرات و صدقات کا ثواب بخشا جائے کم ہے اور بالخصوص جو ساتوں اور مہترہ س و ہا برکت راتوں میں اور زیادہ اہمیت رکھتی ہے اس سے اموات کو قبر میں آرام و راحت نصیب ہوتی ہے اگر دعاؤ اللہ کسی جرم میں مبتلائے عذاب ہے تو اسے نجات نصیب ہوتی ہے یہی اہلسنت کا مذہب ہے پہلے زمانہ میں معتزلہ منکر تھے اب دیوبند کا ماہی معتزلہ کے مذہب کے پیروکار ہیں

احادیث اطعام الطعام بَرَکَةُ اہل وِتْرٍ

① عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَصَدَّقَ الرَّحْمَنُ بِنَيْتِ النَّمِيَّتِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى حَبْرًا يُدْعَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ تَجْعَلَ فِي قَبْرِهِ مَعَ سَبْعِينَ أَلْفٍ مَلِكٍ فِي أَيْدِي كُلِّ مَلِكٍ نُورٌ فَيَحْمِلُونَ إِلَى قَبْرِهِ فَيَقُولُونَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللَّهِ هَذِهِ مَدِينَتُكَ فَلَا بَيْتَ فَلَانَ إِلَيْكَ قَالَ فَيَسْلَمُونَ قَبْرَهُ وَ

أَعْطَاهُ اللَّهُ أَلْفَ مَدِينَةٍ فِي السُّبْحَةِ
وَزَوْجًا أَلْفَ حُرٍّ وَأَلْبَسَهُ أَلْفَ
حُلَّةٍ وَقَضَى أَلْفَ حَاجَةٍ (کفایہ شعبی)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مسروری ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کوئی شخص کسی
میت کی نیت سے صدقہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام
کو حکم فرماتا ہے کہ اس کی قبر کے پاس ستر ہزار فرشتوں کو
ساتھ لے جا۔ اس طور پر کہ سب کے ہاتھ میں نور ہو یہ فرشتے
اس صدقہ کو اس مردے کی قبر کے پاس لے جاتے ہیں اور کہتے
ہیں تجھ پر سلامتی ہو اللہ کے ولی فلاں شخص نے جو فلاں شخص کا
بیٹا ہے یہ تجھ تمہارے پاس بھیجا ہے اس سے اس کی قبر روشن

ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہزار شہر اس کو بہشت میں دیتا ہے
ہزار حور سے شادی کر دیتا ہے اور ہزار حل پہناتا ہے اور ہزار
حاجت بر لانا ہے۔

حَدِيثٌ

یہ بات باری تعالیٰ کی وسعتِ رحمت کی دلیل ہے اگر وہ
پہا سے کہے کو پانی پلانے والے کو بہشت دے دیتا ہے تو میت
کو قرآن و خیرات و دعا سے بخش دے تو اس سے کون پوچھ
سکتا ہے لیکن جو اپنے مردہ کو بخشوانا ہی نہیں چاہتا وہ معذور ہے
ہم اسے کیا کہہ سکتے ہیں۔

⑤ شرح اوراد میں ہے۔

”قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
يَأْتِي عَلَى الْمَيِّتِ لَيْلَةٌ إِشْدَمَ فِيهَا اللَّيْلَةُ“

الأولى فارحموا موتاكم بشئ من
المصدقات (التبر ۵۳)

③ عَنْ مَرْيَمَ بِنْتِ فَرُوهَ انْ عَمْرانَ
بنِ حَمِيمٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مَا حَضَرَ
الْوَفَاةَ قَالَ اِذَا اِنَامَتْ فَشَدِّ وَاَعْلَى لِبَطْنِي
عِصْمَةً فَاِذَا رَجَعْتُمْ فَانْحَرُوا وَاَطْعَمُوا
(روا الطبرانی فی الکبیر)

④ قَالَ طَاوُسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِنْ اَلْمَوْتَى
يُهْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ سَبْعًا فَكَانُوا يُسْتَجَبُونَ
اِنْ يَطْعَمُ عَنْهُمْ تَلَكِ الْاَيَّامَ قَالَ اَحْمَدُ
فِي الزَّيْدِ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ ثَنَا
الْاِسْتِجَابِيُّ عَنْ سَقِيَّانَ عَنْ طَاوُسٍ -

أرواه التميمي في مجمع الزوائد وابن حجر عسقلاني شارح البخاري في المطالب العاليه) ورواه ابو نعيم
في الجليل

① مذکورہ بالا روایات کو ایسے محدثین
نے روایات کیا اور ایسے مصنفین
نے اپنی تصانیف میں نقل کیا کہ
جن کے صرف اسماء گرامی

تحقیق اولیٰ

سند حدیث کے لئے سند کافی ہیں۔ مثلاً ابن حجر عسقلانی شارح
بخاری اور ابو نعیم رحمۃ اللہ ان کے علاوہ ائمہ حدیث نے روایات
مذکورہ بالخصوص مؤخر خلاف ذکر حدیث کی تصحیح کی ہے جنہیں کتب
احادیث کا مطالعہ نصیب ہے انہیں انکار کی گنجائش نہیں ہے
اور جاہلوں اور مطالعہ سے غاری مولویوں کا اعتبار نہیں۔

۲) کا نوا بیستحبون یعنی وہ مردے کے لئے طعام کھلانے کو مستحب خیال کرتے ہیں کا نوا کی ضمیر صحابہ کرام کی طرف ساجع ہے یا تابعین کی طرف دونوں طرح ہمارے موقف کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔

۳) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محقق محدث اپنے رسالہ "طلوع الثریا یا اظہار ما کان غفیباً"، میں دلائل سے ثابت فرمایا کہ مردے کے مرنے کے بعد اس کے لئے طعام کھلانے کا سلسلہ پہلے دن سے لے کر چالیس روز تک صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین میں مروج تھا جو تا حال مسلسل جاری ہے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا وصال و سویر صدی کے اوائل میں ہوا اس کے بعد کے مصنفین محدثین کے ادوار بھی شاہد ہیں کہ یہ سلسلہ مسلسل غیر منقطع رہا صرف وہابی تحریک سے اس کے انکار نے سراٹھایا جسے ہمارے دور کے غیر مقلد وہابی اور وہابندی اور ان کے

ہمنا فرقوں نے اس تحریک کو گلے لگایا اور نہ تمام عرب و عجم میں یہ سلسلہ (خیرات و صدقات) برائے اموات جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ اسے مجال بھی نہ مل سکے گا تو پھر اور کون ہے جو اس کار خیر کو ہٹا سکے۔

بني پاک صلي الله عليه وآله وسلم کے متعلق روایات کتاب لفظ کے

سند حادیت کورہ

ابتداء میں فقیر نے بقدر ضرورت لکھ دی ہیں اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ملاحظہ ہو۔ مذکورہ بالا روایات کے دوراوی حضرت طاؤس و حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ نہایت ثقہ اور معتبر راوی ہیں تمام محدثین کلام بلا تنقید ان کی روایات مذکورہ کے علاوہ بے

شمارا حدیث روایت کی ہیں دونوں تابعی یقیناً دوسرے بزرگ کے لئے تو بعض محدثین نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور آپ طاؤس رضی اللہ عنہ سے زیادہ ثقہ مانے جاتے ہیں ان کے علاوہ ہمارے روایات میں حضرت مجاہد تابعی تمیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مشہور اور ثقہ رلو کی ہیں ان تینوں بزرگوں کی روایات میں مروے کیلئے کھلانے کا ذکر ہے اور انہی کی روایات میں "کانہ یستحبون" کے الفاظ ہیں تو اس سے یقیناً ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کسی بھی مومن مسلمان کے مرنے کے بعد طعام پکا کر کھلاتے ہیں اور صحابہ کا قول و فعل بھی حجت ہے کیوں کہ وہ فعل انہوں نے از خود نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر یاد رکھ کر کیا ہے یا کہا ہے جیسا کہ اس قاعدہ کو مخالفین بھی مانتے ہیں۔

قواعد الحدیث

۱۔ اقوال و افعال صحابہ حجت ہیں بالخصوص وہ امور جو آخرت سے ہوں یا ایسے امور جو اجتہاد اور عقل و قیاس سے وراہ ہوں تو یقیناً وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیا ہوگا۔

اور ہمارا اپنا اختلافی مسئلہ بھی امور آخرت اور عقل سے وراہ ہے۔

۲۔ وہ روایت جس میں کہا گیا ہے کہ اموات پر رحم کر کے ان کے لئے کھانا کھلاؤ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راویوں کی سند صحیح ہے کوئی بھی ضعیف یا مجروح یا مستہم نہیں۔

۳۔ اس روایت کے راوی حضرت طاؤس اہل یمن اور طبقہ اول سے ہیں جو خود فرماتے ہیں کہ میں نے بچپاس صحابہ کی زیارت کی ہے۔

(الحمد للہ تعالیٰ) بعض نے ستر صحابہ کی زیارت کا کہا آپ نوے سال کی

عمر میں فوت ہوئے بعض نے ایک سو بیس کہا سفیان ثوری آپ کے شاگرد ہیں۔

۴ ہمارے مذکورہ روایات کے ایک روای حضرت عبید بن عمیر ہیں آپ مکہ معظمہ میں وعظ فرماتے امام مسلم صاحب صحیح مسلم میں فرماتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاہرہ کی حالت میں پیدا ہوئے بعض کہتے ہیں آپ نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں مکہ معظمہ کے واعظ تھے بہر حال تمام راوی ثقہ اور معتبر ہیں۔ جیسا کہ ہر ایک کو علامہ علامہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مملووع نثریاری سالہ میں وضاحت سے لکھا ہے ۵ طاؤس رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوعہ مرسل کے حکم میں ہے اور من حدیث کا مسلم قاعدہ ہے ثقہ تابعی کی مرسل حجت ہے اسے تمام ائمہ حدیث نے تسلیم کیا امام شافعی رحمہ اللہ علیہ چند شراط لگاتے ہیں وہ بھی حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں لہذا ان کی روایت قابل حجت ٹھہری۔

۶ حضرت عبید بن عمیر صحابی نہ سہی تابعی ہی سہی تو ان کی مرسل زیادہ قابل حجت ہوئی۔

۷۔ ایسے ہی مجاہد رضی اللہ عنہ مشہور مفسر تلمیذ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ثقہ اور معتبر ہیں۔

ہماری اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ مروی کے مرنے کے بعد طعام پکانا کھلانا حضور نبی پاک صلی اللہ

خلاصہ بحث

علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عام طریقہ تھا جب کہ پہلے ہم ثابت کر کے ہیں کہ آپ اہل میت

کی دعوت قبول کرتے اور تشریف لے جاتے اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علماء مشائخ کا طریقہ رہا اور الحمد للہ تا حال وہ طریقہ اہل سنت میں جاری و ساری ہے۔ لیکن تحریک و باہیت نجدی نے شاہ انگریزاہنت سے عداوت کا مظاہرہ کیا ہے جو آج بھی اس کا انکار وہی کرتے ہیں۔ جو نجدی کے بچے اور انگریز کی تیار کردہ تحریک و باہیت کے حامی ہیں۔

ان کے بعض بڑے ایسے ظالم ہیں کہ وہ ایصالِ ثواب کے تمام طریقوں کو ہندوؤں کے مراسم

ملاحی کا مردہ ٹیکس

بنا کر عمام کو میت کے لئے طعام پکانے اور کھانے کھلانے کو حرام کہتے ہیں اور اسے روکنے کے لئے ہزاروں غلط حربے استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ اہلسنت بدرجہا پھر کر بہتان اور جھوٹ تراشتے ہیں۔ ایک دیوبندی وہابی کا اسی قسم کا کارنامہ ملاحظہ ہو۔

مذکورہ بالا عنوان اس نے ایک پمفلٹ پر قائم کر کے اہنت کے لئے یہ شعر چسپاں کیا۔

ختم تلف میں تیک نہ ساتھ علوہ باقب کے پیٹ سے مشکل عذاب نکلے گا
ہاں سے پیٹ میں جو علوہ منوب کے باغ پرٹے گا زور تو جلدی ثواب نکلے گا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

اشعار مذکورہ کی طرح رسالہ کا موضوع بحث بھی اسی کو بنایا کہ سنی مسروں کے لئے علوہ کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں ایسے ہی علوہ

کے علاوہ جو غیرات میت کے لئے ہوتی ہے گویا وہ سینوں کے نزدیک فرض ہے اگر کوئی نہ کرے تو بزور بازو اور مختلف طریقوں سے عوام سے کرایا جاتا ہے اور اس پمفلٹ کا نام "تلا" جی کا مرفہ ٹیکس" رکھا چنا پڑا مولف اپنے رسالہ کا خودیوں تعارف کر رہا ہے "اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ مخصوص دنوں میں طعام پر ختم پڑھنا مسنون طریقہ نہیں بلکہ یہ بدعت ہندوؤں سے اخذ کی گئی ہے اخوانِ ملت سے امید ہے کہ اس بدعتِ مرحومہ کے کثیرہ نسبت سے مسرور ہوں۔ ص ۲

تبصرہ اویسی غفلہ

یہ مولف کی
خباثتِ باطنی

کی واضح دلیل ہے کہ مخصوص دنوں میں طعام پر ختم پڑھنا بدعت ہندوؤں سے اخذ کی گئی ہے وہابی دیوبندی مذکورہ نے شریعت پر کتنا ظلم ڈھایا ہے کہ اسلامی طریقوں کو ہندوؤں کے رسوم سے ملا یا ہے یہ فتویٰ حنورد سرور عالم سے لے کر امت کے تمام علماء و مسلمانوں پر نپسپاں کر دیا کیونکہ اکھبر اللہ یہ طریقہ بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس سے لے کر حال تمام اہل اسلام میں مروج ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون)

شروع میں ایصالِ ثواب کو بھی استجاب کے درجہ میں رکھا گیا ہے (پمفلٹ ص ۲)

اقتلا

ناظرین یاد رکھیں کہ تمام دیوبندی وہابی ایصالِ ثواب کے استجاب کو مان کر آگے جو دیواریں برائے

تبصرہ اویسی غفلہ

عدم جواز یا حرام یا بدعت کھڑی کرتے ہیں۔ وہ ان کی خود ساختہ

اور اہل اسلام پر بہتان تراشی یا بدگمانی وغیرہ ہے۔ ان کی ایسی حرکتوں سے ہم انہیں نجد کی چیلے اور انگریز کی تیار کردہ تحریک و ہدایت کے سرگرم رکن مانتے ہیں ورنہ یہ شرع کا کوئی اصول نہیں کہ ایک بندہ خدا کی کا کام کر رہا ہو اسے ڈرا دھمکا کر روکنے کی کوشش کی جائے۔ ہاں اگر وہ نیکی میں غلط طریقہ اختیار کر رہا ہے تو اس کی غلطی زائل کی جائے نہ کہ سرے سے نیکی ہی نہ کرنے دی جائے یہ ایسے ہی ہے کہ اگر کسی کو سر کا درد ہو تو درد کا ازالہ کیا جائے گا نہ کہ سر کاٹا جائے گا۔

چونکہ دبا بیوں دیوبندیوں کو انگریز کو خوش کرنا تھا اس کی خواہش تھی کہ معتزلہ (فرقہ) کے اصول زندہ کر کے مسلمانوں میں فساد پھیلایا جائے۔

پمفلٹ کے ۲ پر لکھا ہے کہ ”شرع میں ایصالِ ثواب کو بھی استجاب کے درجہ میں رکھا گیا ہے اسی قاعدہ کے تحت اسے ایسی فتوہ و حدود میں مقید نہیں کیا گیا جو عملاً کسی پر شاق ہوں اگر اسے دور حاضر کے متبدعین (بدعتی) کی مروجہ رسومات کے مطابق مقرر کیا جاتا تو حقائق شریعت میں فقط نقص معلوم ہوتا ہے اسے ذرا مختصر شریعت سے سمجھ لیجئے اگر شریعت میں ایصالِ ثواب کے لئے ایک مخصوص طعام یعنی علوہ مقرر کیا جاتا تو آپ مسلمانوں کے مختلف رہائشی ممالک پر انٹریڈ لائے کہ جو علاقے گندم کی روٹی کو بھی تراکتے ہیں تو وہ اس علوہ کی سنت مرحومہ پر کیسے عمل کر سکتے ہیں عرب میں سمندر کے ایک ساحلی علاقے میں ایسے مسلمان بستے ہیں جن

کا گزارہ صرف مچھلی پر ہے حتیٰ کہ ان کے جانور بھی مچھلی کھاتے ہیں۔ اب جو مسلمان روٹی کے بجائے مچھلی کھاتے ہیں وہ اپنے مردے کو حلوے کا ثواب کیسے بخشیں گے دوسرے جن علاقوں میں گندم ہوتی ہے وہاں ایسے مفلس مسلمان بھی بستے ہیں جنہوں نے اس حلوے کی صورت خواب میں بھی نہیں دیکھی وہ ثواب کے لئے اسے کہاں تلاش کریں گے۔

تبصرہ اویسی غفلہ

درلوسندی
وہابی اس
مستم کے دھوکہ

اور فریب اور غلط بیانی کے ماہر ہیں ان بھلے مانسوں سے کون پوچھے کہ حضرت ہمارے کس کتاب میں لکھا ہے کہ ایصالِ ثواب کے لئے جملہ فیثود فرض اور ضروری ہیں کہ نہ ہوں تو ایصالِ ثواب نہ ہو گا اور حلوہ شریف کی شرط کس کتاب میں دیکھی ذرا اس کا نام تو بتائیے۔

فاظنین! غور فرمائیے کہ دھوکہ باز ملا نے کیسی غلط چال چل کر دھوکہ دیا ہمارے طریق ایصالِ ثواب کو واجب قرار دے کر کہاں سے کہاں تک حقیقت مسئلہ کو توراہ و راز

سرپہرے کی مثال

دھوکہ باز ملا کی پیش کردہ
مثال ایسے ہے

کہ کوئی سرپہرا کہے کہ نفل نماز پڑھنا ہے لیکن مسجد میں ہی ضروری ہے اسی لئے وہ مسجد کہاں کہاں تلاش کرتا پھرے جبکہ بہت سے ممالک ایسے ہیں جہاں مساجد کا نشان تک نہیں ملتا

لو یہ سر پھرا سرے سے نماز پڑھنا ہی چھوڑ دے ہاں اگر وہ یہ مان جائے کہ نماز کے لئے اگر پہ فرالص بھی ہوں مسجد میں پڑھنا ضروری نہیں جہاں چاہو پڑھ لو ہاں مسجد میں پڑھنے سے ثواب زیادہ ہوگا ایسے ہی ہم کہتے ہیں کہ یہ طرق مختلف جو ایصالِ ثواب میں ہیں بوجہ مصلحت ہیں نہ کہ ضروری اور واجب جنگی تفصیل گذر چکی ہے۔

اسی طرح مخصوص دنوں کی قید کا نقص سمجھ لیجئے اگر شرعاً جمعرات، تیجا، ساتا، چہلم

ایک اور بہتان

کو مخصوص کر لیا جاتا تو ایک مغس آدمی جب بیمار ہو کر اپنی تمام پونجی اپنے علاج پر خرچ کر کے مر جاتا ہے اور اپنے پیچھے غریب کا عذاب اور تیشی کا داغ چھوڑ جاتا ہے اور مثلاً وہ بدھ کے دن فوت ہو جاتا ہے اور اس کے اگلے دن اس کی غریب بیوہ نے حسب دستور برادری اور آئین بدعت کے تحت اپنے خاوند کا مخصوص دن جمعرات کو ختم شریف دینا ہے اب بتلائیے وہ بیچارہ کی اس مخصوص دن کی قید کی وجہ سے ایسے کھانوں کا کہاں سے اہتمام کرے گی۔ جب کہ اسکے بچے روکھی روٹی کے لئے تڑپ رہے ہوں آپ جانتے ہیں کہ جب اس حالت کے باوجود مستبد عین کا آئین بدعت اس غریب بیوہ کا گلا گھونٹتا ہے اور ظالم برادری بھی معاف نہیں کرتی وہ یتیم بچوں کا اثاثہ بھی متحمل نہیں ہوتا تو اسے قرض کے لئے دامن پھیلا نا پڑتا ہے خواہ سودی قرض ہی کیوں نہ لینا پڑے ہمیں تو اتنا بھی معلوم ہے کہ جب بعض عورتیں غربت کی وجہ سے ایسی رسموں کا قرضہ نہیں اٹار سکتی تو انہیں قرض خواہ کے

شدید مطالبے کی وجہ سے اثاثہ عصمت فروخت کرنا پڑتا ہے (پمفلٹ نمبر ۲)

ناظرین غور فرمائیں
کہ دھوکہ بار ملا نے
ایصالِ نواب کے

تبصرہ اولیٰ غزلہ

استجاب کو تسلیم کرنے کے بعد پھر اسے روکنے کے لئے
وہی صورتیں لکھ ماریں جنہیں ہم بھی حرام کہتے ہیں۔ جیسا کہ
تفصیل گزری۔

اس کی مثال وہی ہے کہ ایک شخص نماز کو حرام کہہ کر
اس آدمی کی نماز پڑھنے کی مثال سے جو نماز کے مضرت کا
متر تکب ہو۔ ہم اس قسم کے بہتان تراشوں اور دھوکہ بازوں
کو وہی کہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

”انما یفتی الکذب الذی لا یومنون“
بے شک جھوٹا افتراء بے ایمان لوگوں کا کام ہے۔

جھوٹ اور بہتانات کے نمونے

فقیر نے عرض کیا ہے کہ وہابی دیوبندی جھوٹ اور بہتان تراشنے
کے بہت بڑے ماہر ہیں۔ ان کے ہزاروں جھوٹ اور بہتانات
ہیں سے ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ دھوکہ بار ملا اپنے پمفلٹ
کے صفحہ پر لکھتا ہے۔

”متبدعین کے نزدیک اس بدعتِ مرحومہ کے تین اجزاء ہیں۔
① مخصوص ایام، ② مخصوص طعام، ③ کلام برطعام۔ اب کلام
برطعام کے نقص کو سمجھئے۔ یہ تیسرا جزو اس بدعت میں جزو اعظم کہلاتا
ہے عوام کے نزدیک عقیدہ اور علائقہ سے اتنا اہم سمجھا جاتا ہے کہ جب

تک طعام پر مولوی صاحب اپنے معکوس ختم کی مہر نہ لگا دیں مردہ کو اس
 طعام کے ایصالِ ثواب کا پارسل نہیں ملتا۔ محققین نے لکھا ہے کہ ہر
 بدعت کے اختراع میں شیطان کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے
 مولوی صاحب اور ان کے ختم خورشکر کا کسی نامحرم کھر میں
 جانا پھر اس طعام پر حسن صوت سے ختم شریف پڑھنا جس قرأت
 کے ساری قرآنی حروف کے تار جڑے ہوئے ہوں اور سوزن
 میں نفاذیت کالے مستور ہو۔ تو جو طعام پر ہو، مقصود اجرت ہو،
 اگر آپ انہیں میزانِ حقائق پر وزن کریں تو اس بدعت کی بہت
 میں آپ پر اسرارِ تبلیغ سے کئی رموز منکشف ہوں گے آپ
 جانتے ہیں جس دور میں محرموں سے عصمتِ خطرے میں آچکی ہو تو
 ایسے خطروں میں ایسے مقدس نامحرم نفوس کھروں میں جاسکتے
 ہیں اور ان کی یہ تشریف تشریف رحمت ہو سکتی
 ہے۔

دھوکہ باز ملانے جس فریب
 کاری سے مطلق ایصالِ ثواب
 کو حرام قرار دیا وہی تو ہم بھی

تبصرہ اولیٰ غفلہ

کہتے ہیں غلط کام غلط ہے خواہ وہ ایصالِ ثواب میں ہو خواہ دوسرے
 شرعی امور میں مثلاً کعبہ شریف کے سامنے عین طواف
 کے دوران جیب کترنے والے جیبیں صاف کر لیتے ہیں اولیٰ غفلت
 جلسوں میں کئی خرابیاں سامنے آتی ہیں۔ مدارکس غریبہ میں بہت
 غلط امور پائے جاتے ہیں تو کیا برائیاں بند کرنی چاہیں یا سر
 سے اصل نیکی ہی بند کر دی جائے

و بانی دیوبند کی اجنت
 کے متعلق یہ اثر دیتے

دیوبندیوں کے
 بہت نادانیت

ہیں کہ طعام آگے رکھ کر ختم شریف پڑھنا

ضروری اور واجب ہے

ایسے نہ کیا جائے تو ثواب نہیں پہنچتا یہ ان کا خود ساختہ
مسک اور ظالمانہ بہتان اور کھلا جھوٹ ہے چنانچہ ایک دھوکہ
باز ملا کی تحریر ملاحظہ ہو۔

”جب آپ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے مرے ہوئے باپ کی
طرف سے سڑک پر نلکا لگوائیں تاکہ جو مسافر پانی پیئے
تو اس کا ثواب ہمارے باپ کی روح کو ملتا رہے تو کبھی آپ
کے دل میں یہ خیال گزرتا ہے کہ ہم پہلے مولوی صاحب کو بلوا
کر اس نلکے کی رقم پر ختم شریف پڑھوائیں یا اس نلکے کی
مشین کے اوپر ختم پڑھوائیں یا آپ کسی وقت اپنے باپ کی قبر
پر زیارت کے لئے جاتے ہیں اور چند مرتبہ سوۃ اخلاص
پڑھ کر اس کی روح کو بخشتے ہیں تو کیا آپ کے دل میں خیال آتا
ہے کہ کاش میرے پاس کچھ حلوہ ہوتا تاکہ میں یہ کلام اس حلوے
پر پڑھ کر اس کی روح کو بخشا شاید یہ کلام حلوے کے بغیر کبھی
عالم برزخ میں گھبرا جائے اور اس گھبراہٹ میں واپس نہ آجائے
یا آپ کسی مسکین کو کھانا کھلاتے ہیں تو کیا آپ کو فکر ہوتا ہے کہ
جب تک اس پر کلام نہ پڑھا جائے مسکین کے پیٹ میں ثواب
کے ساتھ ہضم نہ ہوگا ان مثالوں کو تدبیر کے ساتھ دہرائیں اور
سوچ کر جواب دیں کہ کیا ان تمام صورتوں میں آپ کی خیرات
صحیح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر مرے ہوئے باپ کی طرف سے
بغیر ختم کے نلکا لگانے سے اسے ثواب پہنچتا رہتا ہے تو جب
آپ حسب معمول حسب وسعت کھانا پکوا کر غریبوں میں تقسیم

کردیں تو کیا اس کھانے کا ثواب ختم کے بغیر آپ کے باپ
کی روح کو نہیں پہنچے گا (مروہ لیکس پیفٹے میٹ)

اس لیے چوڑے
مضمون سے
ظالم نے یہ ثاب

تَبَصَّرْهُ أَوْ يَسِي غَفْلَهُ

کرنا چاہا ہے کہ ختم شریف کے بغیر ہی جب ثواب پہنچ
جاتا ہے تو پھر ختم شریف کی کیا ضرورت ہے اس ظالم کو
کون سمجھائے کہ کس نے ختم شریف ایصال ثواب کے
لئے لازم رکھا ہے بلکہ یہی دھوکہ باز ملا اسی پمفلٹ کے ص ۶
پر عبادات کی قسمیں لکھ کر جواز مانتا ہے تو ختم شریف سے
صد کیوں اہنت نے طعام کے ساتھ کلام کی برکات کہا ہے لیکن نہ کہ
واجب تفصیل گزری ہے۔

آپ جب کس کے نام پر کچھ خیرات
کریں تو وہ چیز مسکینوں کو بغیر

مخصوص طعام

مخصوص چیز اور بغیر مخصوص ایام خیرات کر دیں۔ اسی طرح آپ کسی
کے ثواب کے لئے قرآن مجید پڑھیں تو آپ پڑھ کر کسی کی روح کو بخش
دیں تو اس روح کو ثواب مل جائے گا لیکن ان دونوں کو جمع کرنا اور
یہ کہنا یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں یہ بدعت ہے اور قوانین
شرعی کے خلاف ہے

اہنت کے نزدیک
مخصوص طعام کی
کوئی شرط

تَبَصَّرْهُ أَوْ يَسِي غَفْلَهُ

نہیں یہ ملا دھوکہ باز کی اپنی شرارت ہے ہاں مخصوص ایام کبھی صلحت

کے طور ہیں نہ کہ لازم اور ضروری دلیل میں دھوکہ باز نے ایصالِ ثواب کو ہندو آئندہ رسم ثابت کرنے کے لئے دلائل لکھے ہیں۔

ہندو آئندہ رسم

”باقی رہا یہ کہ اس بدعتِ مرحومہ کا ماخذ اور شجرہ نسب کیا ہے؟ تو آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان میں جتنی مسلمان قومیں بستی ہیں ان میں سے

اکثر قومیں چند پشتوں سے پہلے ہندو تھیں کسی خاندان کا کوئی فرد مسلمان ہو گیا اس فرد کے نسب سے تقلیدِ نسلی کی وجہ سے یہ مسلمان چلے آ رہے ہیں اسی طرح ان قوموں کے کچھ پنڈت بھی مسلمان ہو گئے تھے ان جدید الاسلام مسلمانوں نے ان کو مسلم پنڈتوں کو اپنا مولوی رکھ لیا یہ پنڈت حالت کفر میں مرنے کے طعام پر دید پر دھا کرتے تھے اور یہ رسم مخصوص طعام اور مخصوص ایام میں ادا کرتے تھے اور اس طعام کو صرف برہمنوں کے لئے مخصوص کرتے تھے۔ سوکڑیوں پر یہ کھانا حرام جانتے تھے۔ اس رسم کو وہ اپنے مذہب میں ابھتر من کہتے تھے۔ جب ایسے پنڈت مسلمان ہو کر مولویت کے عہدے پر سرفراز ہو گئے تو اپنی شکم پرستی کے لئے مخصوص طعام اور مخصوص ایام بھی تقلیداً وضع کر لے۔ اور وید کی بجائے طعام پر قرآن مجید پڑھنے لگے اس طرح یہ رسم ہندوستان کے قریہ قریہ میں جاری ہو گئی۔ جب اسلامی تعلیم عام ہونے لگی تو ان شکم پرستوں نے ایسی رسموں کے جواز کے لئے قرآن و حدیث کی عبارتوں میں دلیلیں تلاش کرنی شروع کر دیں اور جب اس پر کوئی صریح حکم نہ ملا تو جھوٹی حدیثیں وضع کی گئیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند حضرت برہم کے مرنے کے بعد کھانا پکایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ختم فاتحہ پڑھا یہ ہے اس ختم کے ماخذ کی دلیل۔

تبصرہ اولیٰ غفرلہ

ناظرین نے دیکھا کہ دھوکہ باز ملتا
نے کس طرح اسلامی مسئلہ کو

ہندو آئین رسم ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ہمارا سوال یہ ہے
کہ کیا ہندو پاکستان تمام قومیں نو مسلم ہیں یا پھر تمام مسلمان مشائخ
و علماء ہندو نو مسلموں کے آگے بے بس ہو گئے ہندو پاک کے
علاوہ تمام مسالک اسلامیہ میں جو لوگ یہ اسلامی طریقہ عمل میں
لا تے ہیں وہ سب کے سب بھتہ سے ملک ہندو پاک سے متاثر
ہیں اور ہندو پاک کے نو مسلم لوگوں سے پہلے جو عسرب و عجم میں
ایصال ثواب کے مروجہ طریقے ہیں وہ سب کے سب ہندوؤں سے
سیکھ کر کرتے ہیں جبکہ فقیر نے گذشتہ ادراک میں خیر القرون
سے تا حال تمام اہل اسلام کی معتبر کتب سے ثابت کر آیا ہے۔

غلط استدلال

علامہ بیرونی
متوفی ۴۵۰ھ

اپنی مشہور کتاب الہند مطبوعہ ریورپ ص ۲۸۲ میں کفار ہند کی
رسوم بعد موت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

واما ما لزم للوارث
اقامتاً من حقوق الميت
فی السنۃ الاولى فیہو ست
عشر فنیلفت یطعم فیہا
وتیمدق منہا کل واحد
من الیوم الحادی عشر
والقیامس من یوم موتہا

حقوق میت میں سے جو وارث
پر اول سال میں واجب
ہیں وہ سولہ ہیں۔ ضیافت
کرنا اور ہر ایک کو یوم وفات
سے گیارھویں پندرھویں
روز اور ہر ماہ کے بعد
کھلانا اور اس کی ہر ماہ کی

وفي كل شهر والتي في
سادس الشهور منها من
على غيرها في الكثرة والجرود
وقبل تمام السنة بيوم
وهي تكون لأحبابها
ثم حائمة السنة وقد
انقضت حقوقه بانقضاء
تھا وموجب ان يعلم ان العلم
محرر على الورد ثانيا
يوماً واحداً من اول
هذه السنة الخ (بمفرد ص ۸)

چھٹی تاریخ کو فضیلت سے
ہے نیز اختتام سال سے
ایک روز پہلے اور سال
کے اختتام پر یہ بھی
واجب ہے کہ وارثین
ایک دن سے کھانا
نہ کھائیں۔



تبصرہ اولیٰ غفرلہ

اس حوالہ سے
دھوکہ باز ملاؤ کھانا
چاہتا ہے کہ یہ

تینجا اور ساتواں، دسواں، چہلم وغیرہ ہندو فائدہ رسم ہے
اسے چاہیے تھا کہ ایسا اسلامی حوالہ لکھتا جس میں صاف لکھا
ہوتا کہ تینجا وغیرہ ناجائز و حرام ہے جیسا کہ ہم نے حضرت
ابراہیم کے تیجہ کا حوالہ ملا علی قاری کے فتاویٰ سے ثابت
کیا ہے وہ روایت منکھڑت اور ممنوع نہیں بلکہ مستند ہے اور
محقق حنفی کی بیان کردہ روایت ہے ہندو کی اگر کوئی رسم اسلام
کے مشابہ ہے تو اسلامی مسلک پر حرف نہیں آتا یہ وہاں پر لوبند
فرقہ کا ایک دھوکہ ہے بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے صحابہ کرام کو اس قسم کے توہم سے سختی سے روکا چنانچہ
صفار و مروہ کی سعی صحابہ کو شاق گذری کہ وہاں بت رکھے

رہتے تھے آپ نے سعی و کوششیں بلکہ حکم فرمایا اسے جاری رکھا جائے

ایک اور صوکہ

دھوکہ باز ملانے اسی پمفلٹ کے
صفحہ ۹ پر لکھا ہے کہ

”یہ بھی واجب ہے کہ نو دن

تک اپنے گھر کے سامنے طعام پختہ اور پانی کا کوزہ رکھیں ورنہ
میت کی روح قرار نہیں پکڑے گی بھوک اور بیاس کی حالت
میں گھر کے ارد گرد پھرتی رہے گی پھر عین دسویں دن میت کے
نام پر کثیر طعام اور ٹھنڈا پانی دیا جائے اور گیارہویں دن صبح
کے بعد ہر دن اتنا طعام دیا جائے کہ ایک آدمی کے لئے کافی ہو
سکے اور ساتھ ہی چار آنے کے ویسے بھی ہوں یہ سلسلہ تمام سال

تک جاری ہے۔ اس کے بعد ص ۲۹ پر تحریر ہے۔

اور نیر ماہ پوہ کے آخر
دنوں میں سے مردہ کے
لئے حلوہ پکا کر دیتے
ہیں۔

واما شہر پوشر
فانہم یکثرون فی
الجزایا ما من پوہول
وهو طعام ملویتخذو

اس سے قبل ص ۲۷ پر لکھا ہے

برہمن کے لئے یہ لازم ہے
کہ اس کے کھانے پینے کے
برتن علیحدہ ہوں ورنہ وہ توڑنے
جائیں۔

”و یجب ان یکون
آئیتہ ما تہ علیحدہ
والاکسرت وکذلت
طعامہ (احسن المقالات ص ۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد تمام اجباب کے
لئے دعوت کرنا ایصالِ ثواب کے لئے دن مقرر کرنا ختم کے

ساکھ ٹھنڈا پانی رکھنا جب جب طعام نہ بھیجا جائے روح کا بقدر رہنا، ختم طعام میں علوہ پکانا مولوی کے برتن سے دوسروں کا نہ کھانا یا برتن مخصوص کرنا جیسے ہمارے لوگ مردہ نہلانے کے لئے کھڑے علیحدہ خریدتے ہیں۔ اور پھر انہیں کھڑے استعمال نہیں کرتے بلکہ مسجد میں بھیج دیتے ہیں یہ سب رسومات ہندوؤں سے سیکھی گئی ہیں ورنہ انصاف سے بتلاؤ ایسا کرنا اسلام کی کون سی کتاب میں لکھا ہوا ہے؟ (پمفلٹ ص ۱۱)

تبصرہ ادبی غفلہ

دھوکہ باز ملانے ہندو مذہب کا حوالہ دے کر کس طرح اسلامی مسائل کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے اہل میت کی دعوت اڑانا ہم بھی ناجائز کہتے ہیں جیسے گزاردن مخصوص کرنا بطور مصلحت کا خلاصہ یہ ہے کہ طعام میت ایصال ثواب کے لیے ہے تو اس کے جواز میں کسی سنی و بابی دیوبندی کو اختلاف نہیں اس سے میت کے دکھ مٹتے ہیں مراتب بلند ہوتے ہیں۔ اگر طعام میت محض دعوت ہے جس میں ثواب پہنچانے کا کوئی ارادہ نہیں یہ ناجائز ہے جو دھوکہ دیکر عوام کو عبادات دکھاتے ہیں وہ یہی دعوت و نیافت کی عبادات ہیں۔ فیکر نے گزشتہ اوراق میں تفصیل عرض کر دی ہے۔ جو حضرات اپنے مردگان کی نجات چاہتے ہیں وہ دل کھول کر جتنا چاہیں طعام پکائیں۔ غربا و مساکین کو کھلائیں۔ جو اپنے مردگان کی نجات نہیں چاہتے ہم انہیں مجبور نہیں کرتے

وما علینا الا البلاغ

فقت بالخیر

قطبِ مدینہ پبلشرز کی جانب سے

حضرت علامہ مفتی اعظم پاکستان، مصنف اعظم اسلام، شیخ المشائخ حضرت سرکار قبلہ الحاج الحافظ پیر فیض احمد اویسی صاحب زیدہ مجدد کی ایمان افروز کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	کعبے کا کعبہ
مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	گن کی کنجی
مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	گن کی زبان
مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	فضائل قرآن
مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	فضائل درود و سلام
مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	اوجھڑی کی کراہیت
مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	کیا میت کا کھانا جائز ہے؟
مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	سبز عمامے کا جواز
مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	مسواک اور ٹوتھ پیسٹ
مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	کیا دیوبندی بریلوی ہیں؟
مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا، فتویٰ
مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب	باکمال تاپنے

ناشر قطب مدینہ پبلشرز -

موبائل 0320-4027536 کراچی